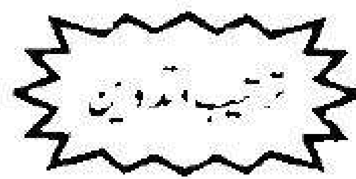
اعمال و فضائل

پیر سید مستقیم علی شاہ بخاری

اسلامی سال کے مہینوں کے

اعمال و فضائل



پیر سید مستقیم علی شاہ بخاری

ناشر

سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ

ڈجکوٹ روڈ، لاہور

نام کتاب ••------•• اسلامی سال کے مہینوں کے اعمال و فضائل

تالیف ••------•• پیر سیّد مستقیم علی شاہ بخاری

بارِ اوّل ••------•• فروری ۲۰۰۸ء

تعداد ••------•• ۱۱۰۰

ناشر ••------•• سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

قیمت ••------•• 90 روپے

ملنے کا پتہ

احمد پبلی کیشنز

مین اُردو بازار، لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات

عرض ناشر

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

عزیزی قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم آپ کے لئے ایک بہترین اور معیاری کتاب تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جو کہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ دراصل مختصر انداز میں ان عبادات پر مشتمل ہے جو کہ نفلی عبادات ہیں۔

اس کتاب میں ہم نے اُن مسائل اور پریشانیوں کا ذکر کیا ہے جو کہ فی زمانہ ہر بندہ کو درپیش ہے تاکہ لوگ اس سے استغفادہ حاصل کر کے اپنی پریشانیوں کو دور کر سکیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ سے پوری پوری اُمید ہے کہ قارئین کو ہماری یہ کاوش ضرور پسند آئے گی نیز اُن قارئین کے لئے بھی ایک بہترین تحفہ ثابت ہوگی جو بہت ہی زیادہ مصروف زندگی گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزوجل سے دُعا ہے کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں مقبول وممنون فرمائے اور ہم کو بھی اپنی نعمتوں اور نواشوں سے سرفراز فرمائے۔

آمین یارب العالمین

محمد طیب علوی

دیباچہ

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

بلاشبہ صرف اور صرف اللہ کریم ہی کی ذات اقدس ہی وہ ذات ہے کہ جو سب سے قدیم ہے اور جو کہ ابد تک رہنے والی ذاتِ اقدس ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''سب سے پہلے بھی اول تھا اور اس سے پہلے کوئی نہ تھا
بلکہ جو کچھ ہوا' اس کے بعد ہی ہوا وہ اس کا عرش پانی تھا۔''

(بخاری شریف)

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی وہ ذاتِ اقدس ہے کہ جو اس وقت بھی موجود تھی جب کچھ بھی نہ تھا اور اس وقت بھی وہی ذاتِ اقدس موجود ہوگی جب کچھ بھی موجود نہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد عالیشان ہے کہ

''وہی اول' وہی آخر' وہی ظاہر' وہی باطن اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے۔

(الحدید)

جب اللہ کریم نے کائنات کی تخلیق فرمانے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے اللہ رب العزت نے ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پیدا فرمایا جیسا کہ سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ مواہب الدینہ میں مرقوم ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے یہ فرمایئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو تخلیق فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ نے چاہا دعدہ کرتا رہا اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتے، زمین و آسمان، سورج و چاند اور جن و انسان کچھ بھی نہ تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کلام پاک میں سال کے مہینوں کی گنتی بار بتلائی ہے یہ ایسی بات ہے کہ اسلام کے شدید ترین دشمن بھی اس بات سے کسی بھی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ بھلے کچھ بھی کیوں نہ کر لیا جائے اور کیسی کیسی تدبیریں اختیار نہ کر لی جائیں دنیا میں سال کے چودہ پندرہ یا سات آٹھ مہینے تو نہیں بنائے جا سکے۔ تمام تقویعوں میں مہینے بارہ ہی ہیں اس سے بڑھ کر کلام اللہ شریف کی صداقت اور بھلائی کیا ہو سکتی ہے۔

اللہ پاک نے سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''بے شک مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور

زمین بنائے ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔''

جن حرمت والے چار مہینوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ہیں ذوالقعدہ' ذی الحجہ' محرم الحرام اور رجب المرجب۔ ان میں تین تو یکے بعد دیگرے آتے ہیں جبکہ ایک علیحدہ ہے مگر ان کی حرمت و عزت یکساں اہمیت کی حامل ہے۔

ان مہینوں کی حرمت و عزت یہ نہیں کہ ظہور اسلام کے بعد ہی ہوئی۔ بلکہ ان مہینوں کی حرمت زمانہ قبل از اسلام میں اہل عرب میں حد درجہ تھی اور ان مہینوں کا اہل عرب بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں میں جنگ و متقال نہیں کرتے تھے اور ان کی پوری پوری تکریم کیا کرتے تھے۔

اسلام نے ان مہینوں کی قدر و منزلت اُجاگر کی اور اس میں عبادات کو افضل گردانا۔ بزرگوں نے کلام پاک اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ہمیں بتلایا کہ ان مہینوں میں کس طرح عبادت و ریاضت کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو ہم سنوار سکتے ہیں۔

ہم نے اس کتاب میں قرآن کریم' احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے ارشادات کے مطابق عبادات اور عملیات کے طریقے رقم کیے ہیں امید ہے کہ یہ عوام الناس کے لئے بہترین اور مددگار ثابت ہوں گے۔

یقیناً اس کتاب کی بدولت عوام الناس کو ان ابہامات سے بھی نجات

حاصل ہو جائے گی جو کہ لوگوں نے سادہ لوح لوگوں میں پھیلا رکھی ہیں۔
بلاشبہ ان مہینوں ہی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بہت زیادہ فضیلت اور عظمت ہے۔ یہی نہیں کہ بس حرمت والے چار مہینوں میں ہی عبادت کر لی جائے اور باقی مہینوں میں آرام کر لیا جائے۔ چاہیئے تو یہ کہ تمام مہینوں میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوص دل اور صدق دل سے کی جائے اور پھر اللہ کریم کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کی امید کی جائے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو اپنی شان کریمی کے صدقے معاف فرمائے اور ہمیں سیدھے راستے پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

از

پیر سید مستقیم علی شاہ بخاری

محرم الحرام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی اخْتِلَافِ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ تَبْصِرَةً لِّاُولِی الْاَلْبَاب وَذِكْرًا لِلْمُتَّقِيْنَ وَجَعَلَ هٰذِهِ الدَّارَ مَزْرَعًا لِلْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّآتِ وَقَالَ أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغَاوِيْنَ ١

حمد ہے اس اللہ عزوجل شانہٗ کو جس نے شب و روز کے اختلاف اور ان کے یکے بعد دیگرے آنے میں اہل عقل کے لئے تبصرہ (نشانی) اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت رکھی اور اس مکانِ دنیا کو نیکیوں اور برائیوں کا کشتِ زار بنایا اور ان کے انجام کی نسبت فرمایا کہ جنت متقیوں کے لئے آراستہ ہے اور دوزخ سرکشوں اور گمراہوں کے لئے دہکائی گئی ہے۔ امابعد۔

اسلامی تقویم میں ماہِ محرم الحرام کو بہت ہی بلند درجہ اور فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حرمت کے جو چار مہینے ارشاد فرمائے ہیں ان میں محرم الحرام بھی شامل ہے۔ یہ مہینہ نا صرف اہل اسلام کے لئے باعث تکریم ہے بلکہ قبل از اسلام بھی اس کی تکریم عیسائی یہودی اور مشرکین کیا کرتا تھے۔

یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے محرم کے کسی بھی دن کا روزہ رکھا تو اس کو ہر روزہ کے عوض پورے تیس دنوں کے روزوں کے برابر ثواب عطا ہوگا۔

اس کے علاوہ اس بابرکت مہینہ میں یومِ عاشورہ بھی آتا ہے یعنی دسواں محرم۔

میمون بن مہران نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے محرم الحرام کے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا تو اس کو دس ہزار فرشتوں کا' دس ہزار شہداء کا اور دس ہزار حج اور عمرہ کرنے والوں کے برابر ثواب عطا ہوگا۔

عاشورہ کا دن کیسا بابرکت دن ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عاشورہ کے روز کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرے گا تو اللہ کریم علیہم وخبیر اس یتیم کے سر پر ہر بال کے بدلے میں جنت الفردوس میں اس کے درجات میں بلندی فرمائے گا اور جس نے عاشورہ کے روز کسی کا روزہ افطار کروایا تو گویا اس نے اپنی طرف سے تمام مسلمانوں کا روزہ افطار کروایا اور سب کا پیٹ بھرا۔ (یعنی تمام مسلمانوں کے روزہ افطار کرنے کے برابر اور رزق کھانے یا کھلانے کا ثواب اس افطار کروانے والے کو حاصل ہوگا)۔

یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ کو تمام ایام پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔اللہ کریم نے:

عاشورہ کے دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔
عاشورہ کے دن پہاڑوں اور سمندروں کو پیدا فرمایا۔
عاشورہ کے دن لوح اور قلم کو پیدا فرمایا۔
عاشورہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا۔
عاشورہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا۔
عاشورہ کے دن حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا۔
عاشورہ کے دن حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو معاف فرمایا۔
عاشورہ کے دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن وانس پر حکومت عطا ہوئی۔
عاشورہ کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔
عاشورہ کے دن فرعون ملعون کو سمندر میں غرق فرمایا۔
عاشورہ کے دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف دور فرمائی۔

عاشورہ کے دن حضرت ایوب علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔
عاشورہ کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔
عاشورہ کے دن ہی قیامت کو برپا فرمائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ یوں بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اس کے لئے اللہ تعالیٰ ساٹھ برس کی عبادت صیام و قیام والی لکھ دیتا ہے اور اس کو ہزار شہیدوں کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ اس کے لئے ساتوں آسمانوں میں بسنے والوں کے برابر ثواب لکھ دیتا ہے اور جس نے اس روز کسی مسلمان کا روزہ افطار کروایا گویا اس نے تمام مسلمانوں کے روزے افطار کروائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عاشورہ کے روز اثمد کا سرمہ لگایا اس کی آنکھیں سال بھر نہیں دکھیں گی، جس نے اس روز کسی بیمار کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولاد آدم کے بیماروں کی عیادت کی، جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی تو اس کے پچاس برس قبل اور پچاس برس آئندہ کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث مبارکہ میں یوں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ اذا زلزلت، سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص کو بھی پڑھے اور چاروں رکعتیں پوری کر کے درود شریف ستر مرتبہ پڑھے۔

عاشورہ کے روزہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث یوں روایت فرمائی ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر سال میں ایک روز یعنی یوم عاشورہ کو روزہ فرض کیا گیا تھا۔ تم بھی اس دن روزہ رکھو اور اپنے گھر والوں کے خرچ میں دس روز وسعت کرو۔ جو شخص عاشورہ کے روز اپنے گھر والوں کو خرچ

میں وسعت دیتا ہے اللہ تعالیٰ پورے سال میں اس کو کشائش عنایت فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ماہ رمضان المبارک کے بعد روزوں کا سب سے افضل مہینہ وہ ہے جس کو لوگ محرم کہتے ہیں اور فرض نماز اور وسط شب کی نفل نماز کے علاوہ افضل نماز عاشورہ کے دن کی نماز ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے روایت فرمائی ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مہینہ یعنی محرم کے مہینہ میں اللہ کریم نے کئی لوگوں کی توبہ قبول فرمائی اور کچھ کی توبہ قبول فرمائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھا گویا اس نے روزہ پر سال کو ختم کیا اور آنے والے سال کو روزہ پر شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پچاس برس کے گناہوں کا کفارہ اس کے لئے کر دیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ دور جاہلیت میں اہل قریش عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لے آئے تو پھر رمضان المبارک کے مہینے کے روزے فرض ہو گئے۔ پھر جس نے چاہا عاشورہ کا روزہ رکھا اور جس نے چاہا نہ رکھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو اہل فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا۔ اس وجہ سے ہم اس دن کو بڑا مبارک دن خیال کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہ نسبت تمہارے موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق بہت زیادہ ہے۔ اس کے بعد اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن محمد علیہ الرحمۃ جو

کہ اپنے زمانہ میں کوفہ میں بہت بلند شخصیت تسلیم کئے جاتے تھے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حدیث نبوی ہے کہ یوم عاشورہ کو جو شخص اپنے گھر والوں کے خرچ میں وسعت (یعنی اضافہ) کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پورے سال میں اس کے رزق میں اضافہ کرتا ہے۔ ہم نے پچاس برس سے برابر اس کا تجربہ کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابو نصر اپنی والدہ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ابن امیہ بن خلف جمی کا بیان ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک روز میرے گھر تشریف فرما تھے کہ ایک ممولا آن بیٹھا۔ اس کو دیکھ کر رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سب سے پہلے اسی پرندہ نے عاشورہ کا روزہ رکھا تھا۔'' حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جنگلی جانور بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔

عاشورہ کی وجہ تسمیہ

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ تسمیہ مختلف علمائے کرام نے مختلف بیان فرمائی ہیں مگر اکثر علمائے کرام کا خیال یہ ہے کہ چونکہ یہ محرم الحرام کا دسواں دن ہوتا ہے اس لئے اس کو عاشورہ کہا جاتا ہے۔ بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے جو بزرگیاں ایام کے لحاظ سے اس امت کو عطا فرمائی ہیں ان میں یہ دسویں عزت کا دن ہے۔ اس لئے اس کو عاشورہ کہا جاتا ہے۔ دس بزرگیاں درج ذیل ہیں۔

1۔ رجب: یہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عزت اس امت کو عطا فرمائی کہ اس مہینہ کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسی اس امت کی فضیلت باقی تمام امتوں پر۔

2۔ شعبان: اس کی فضیلت ایسی ہے کہ جیسی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی۔

3۔ رمضان: اس کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے کہ جیسی اللہ تعالیٰ کی فضیلت عام

مخلوق پر۔

4۔ شب قدر: اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا۔

5۔ عیدالفطر کا دن: اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس دن روزہ داروں کو جزاء ملتی ہے۔

6۔ ذی الحجہ: اس مہینہ کے اول دس دنوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

7۔ یوم عرفہ: اس دن روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

8۔ یوم نحر: یعنی قربانی کا دن۔ اس دن کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

9۔ یوم الجمعہ: اس دن کو سید الایام کہا گیا ہے۔

10۔ یوم عاشورہ: اس دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض علمائے کرام نے اس دن کی وجہ تسمیہ یوں بیان فرمائی ہے کہ اس دن اللہ کریم علیم و خبیر نے دس پیغمبروں پر دس عنایات فرمائی تھیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کو قبول فرمایا۔

2۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو اونچے مرتبہ کے مقام پر اٹھالیا۔

3۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو وجودی پہاڑ پر ٹھہرایا۔

4۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو معاف فرمایا۔

5۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو دوبارہ سلطنت عطا فرمائی۔

6۔ حضرت ایوب علیہ السلام سے مصائب و آلام کو دور فرمایا۔

7۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سمندر میں راستہ عطا فرمایا اور اہل فرعون کو غرق کیا۔

8۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی عطا فرمائی۔

9۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا۔

10۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کی تخلیق فرمائی۔

یوم شہادت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت

یوم عاشورہ کی بہت بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ اس روز نواسہء سید الابرار، حضرت امام حسین بن سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت ہوئی۔ ام المومنین سیدہ ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ''ایک روز رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر رونق افروز تھے کہ معاً حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ میں نے دروازہ کی اوٹ سے جو دیکھا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینہء اقدس پر چڑھ کر کھیل رہے تھے۔

اس وقت رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست اقدس میں مٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور چشمان مبارک سے آنسو رواں تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نکل کر چلے گئے تو میں کمرہ میں داخل ہوئی اور عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نے دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں مٹی کا ٹکڑا تھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب میرے سینہ پر کھیل رہا تھا تو میں بہت ہی خوشی محسوس کر رہا تھا کہ جرائیل علیہ السلام نے لاکر وہ مٹی مجھے دی اور کہا کہ اس مٹی پر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جائے گا۔ یہی سن کر میں رو رہا تھا۔''

اس سلسلہ میں ایک روایت حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ سے یوں مروی ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت باہرکات سے اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو خواب میں ہوئی اور اس نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو بشارت دے رہے ہیں اور مہربانی فرما رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو سلیمان نے حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہا تو اس کی تعبیر دریافت کی۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ شائد تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت سے کوئی اچھا سلوک کیا ہوگا۔ سلیمان نے کہاں ہاں

یزید بن معاویہؓ کے خزانہ میں مجھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اقدس ملا تھا۔ میں نے دیبا (ایک نہایت ہی قیمتی کپڑا) کے پانچ کفن پہنا کر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفنا دیا تھا۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ''اسی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تم سے راضی ہو گئے۔'' یہ سن کر سلیمان نے حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ سے بہت اچھا سلوک کیا اور آئندہ بھی کرتا رہا۔

حضرت حمزہ بن زیات نے بیان فرمایا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ دونوں حضرات حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابو نصر نے اپنے والد کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جعفر بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن آپ کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو روز قیامت تک متواتر روتے رہیں گے۔

ایک غلطی کا ازالہ

اوراق گذشتہ میں ہم نے یوم عاشورہ کو روزہ رکھنے کے فضائل بیان کئے ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''بعض لوگ عاشورہ کے دن روزہ رکھنے والوں پر اس دن کی تعظیم کی روایات پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز کسی بھی طرح روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ ان کی تاویل وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ''چونکہ اس روز حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ اس روز آپ کی شہادت کی وجہ سے ہمہ گیر دکھ اور رنج ہونا چاہئے مگر تم لوگ اس کو خوشی و سرور کا دن بناتے ہو اور بال بچوں کے مصارف میں وسعت کرنے کا فقیروں و محتاجوں اور یتیموں کو خیرات دینے کا حکم دیتے ہو۔''

حضور غوث پاک کا ارشاد ہے کہ جمہور اہل اسلام پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو حق ہے وہ سب پر واضح ہے مگر اس کے مذکورہ قائل شدید غلطی پر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے کی شہادت کے لئے

ایسے دن کا انتخاب فرمایا جو شرف، عظمت، جلالت، قدر اور بزرگی میں تمام ایام سے بڑھ چڑھ کر تھا تا کہ ان کی شخصی بزرگی کے ساتھ مزید بزرگی و رفعت عطا فرمائے اور شہید ہونے والے خلفائے راشدین کے مراتب تک پہنچا دے۔

اگر آپ کی شہادت کو مصیبت کا دن بنا لیا جائے تو پھر پیر کا دن تو اس کے لئے اور بھی اولیٰ ہے کیونکہ اس روز رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اور بقول سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی وفات ہوئی تھی۔

حضرت ہشام بن عروہ نے بیان کیا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی تھی تو میں نے عرض کیا کہ پیر کے روز ہوئی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اسی روز میں بھی مروں گا۔ چنانچہ اسی روز آپ کی بھی وفات ہوئی۔

بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اموات تو دوسروں سے بہت ہی افضل ہیں۔ اسی لئے تمام بزرگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پیر کا روزہ بزرگ ہے اور اس میں روزہ رکھنا بھی بہت ہی افضل ہے۔ اسی روز اور بروز جمعرات بندوں کے اعمال اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس روز کو بھی اسی لئے مصیبت کا دن نہیں بنانا چاہئے اور یہ بھی کہ اسی کو یوم مسرت و فرحت بنا لینے سے یوم مصیبت بنا لینا کسی بھی طرح اولیٰ نہیں ہے کیونکہ ہم جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اسی روز اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو دشمنوں سے نجات دی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا۔

اسی دن آسمانوں اور زمینوں کو تخلیق فرمایا اور بزرگی رکھنے والی چیزوں کو تخلیق فرمایا۔ اسی روز حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور روزہ رکھنے والوں کے لئے بڑے ثواب اور کثیر عطاء اور گناہوں کا کفارہ اور برائیوں سے رہائی یعنی نجات فرمائی۔ چنانچہ اسی وجہ سے یوم عاشورہ بھی عیدین، جمعہ اور عرفہ جیسے متبرک ایام کی طرح متبرک و محترم اور فضیلت والا دن ہے۔ پھر اگر اس دن کو یوم مصیبت قرار دینا جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور تابعین ضرور ایسا کرتے وہ بہ نسبت ہمارے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ قربت اور خصوصیت رکھتے تھے۔

حدیث مبارکہ میں بھی اس روز اہل وعیال کے مصارف میں وسعت کرنے اور روزہ رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ سے ایک روایت آتی ہے کہ آپ کے نزدیک عاشورہ کے دن روزہ رکھنا فرض ہے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس دن روزہ رکھنے کا حکم تم کو کون دیتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ باقی ماندہ لوگوں میں سنت کو وہ سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم نے فرمایا کہ رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے شب عاشورہ میں رات بھر عبادت کی تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت عطا فرماتا ہے۔'' چنانچہ اس دن کو یوم مصیبت خیال نہیں کرنا چاہئے۔ بلاشبہ یہ ایک محترم ومتبرک دن ہے اور بے پناہ فضائل کا حامل دن ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی المناک شہادت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محرم الحرام کے اولین عشرہ میں بڑی ہی شقی القلبی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ بلاشبہ یہ واقعہ نا صرف تاریخ اسلام بلکہ تاریخ انسانیت کا بھی المناک اور اندوہناک واقعہ تھا۔ محض جھوٹی انا کی تسکین اور دنیاوی جاہ وحشم کی خاطر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے چند جاں نثاروں کے ہمراہ جس بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ نہ ہی تاریخ اسلام میں اور نہ ہی تاریخ عالم میں۔ بندۂ ناچیز اس اندوہناک واقعہ پر چند حروف لکھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اس واقعہ کی ابتدا ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ہی دکھائی دیتی ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد بنایا اور لوگوں سے بیعت بھی لی۔ مختصر عرض کرتا ہوں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال 60ھ بمطابق 680ء میں ہوا تو اب اقتدار یزید کو حاصل ہو گیا۔

اقتدار سنبھالتے ہی جو خیال سب سے پہلے اس کے ذہن میں آیا وہ یہی تھا کہ جن بزرگوں نے اس کے والد محترم کے دور حکومت میں اس کی بیعت سے کسی بھی طرح انکار کیا تھا ان سے فی الفور بیعت لی جائے۔

ان بزرگوں میں حضرت عبدالرحمان بن ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو انتقال ہو چکا تھا جبکہ حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضوان اللہ علیھم اجمعین موجود تھے۔ ان تینوں بزرگوں میں سے یزید کو اگر کوئی خطرہ محسوس ہوتا تھا تو وہ دو شخصیات تھیں۔ یعنی حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ زبیر رضوان اللہ علیھم اجمعین۔ اس کو پختہ یقین تھا کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی خلافت کا دعویٰ کرتا ہے تو عالم اسلام کی اکثریت ان ہی کا ساتھ دے گی۔

انہی خیالات کے زیر اثر اس نے مدینۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عامل یعنی گورنر کو حکم دیا کہ ان تینوں بزرگوں سے فی الفور بیعت لی جائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں یکساں ہر دلعزیز تھے، کیونکہ آپ کا بچپن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زیر عاطفت و شفقت میں گزرا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ سب دیکھتے رہے تھے ان پاکباز بزرگوں نے اکثر و بیشتر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہوں۔"

یقیناً تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے دلوں میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و تکریم موجود تھی اور یہی نہیں بلکہ جو تابعین اور تبع تابعین ان سے آفتاب فیض کر رہے تھے ان کے دلوں میں بھی موجود تھی یہی وجہ تھی کہ یزید نے سب سے زیادہ زور گورنر مدینہ کو آپ کی بیعت کا ہی دیا۔

جب امام عالی مقام کو معلوم ہوا کہ اب یزید زور زبردستی سے بیعت کی کوشش کر رہا ہے اور مدینہ کے گورنر کے ذمہ یہ بات لگائی گئی ہے کہ کسی بھی طرح بیعت حاصل کی جائے تو آپ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ چلے آئے۔ جونہی آپ کی آمد مکہ مکرمہ میں ہوئی کوفہ سے قاصدین کی آمد شروع ہوئی۔ یہ خطوط ایک دو نہیں سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ ان خطوط میں یہ تحریر تھا کہ آپ براہ مہربانی کوفہ تشریف لے آئیں ہم آپ کی پوری

پوری حمایت کریں گے۔"

ان خطوط کے جواب میں امام عالی مقام نے اپنے چچا زاد حضرت مسلم بن عقیل کو روانہ فرمایا۔ یہاں آپ کی رہائش مختار بن ابی عبید ثقفی کے گھر تھی۔ کوفہ کا امیر اس زمانہ میں نعمان بن بشیر تھا۔ اس نے حضرت مسلم بن عقیل کے خلاف کوئی بھی قدم نہ اٹھایا۔ حضرت مسلم بن عقیل کے پاس جوق در جوق لوگ آنا شروع ہوئے اور اپنی اپنی وفاداری کا یقین دلاتے تھے۔ حضرت مسلم بن عقیل نے امام عالی مقام کو لکھ بھیجا کہ یہاں ہر طرف آپ کے ہی حمایتی اور وفادار دکھائی دے رہے ہیں چنانچہ آپ بلاخوف و خطر کوفہ میں چلے آیئے۔ دوسری طرف یزید کو جب اطلاع ملی تو اس نے کوفہ کے گورنر کو بدل دیا اور عبیداللہ بن زیاد کو مقرر کر دیا۔

ابن زیاد نے بہت ہی جلد تمام لوگوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔ اسی اثناء میں حضرت مسلم بن عقیل کو گرفتار کر لیا گیا اور ان کو شہید کر کے ظلم کی ابتداء کر دی۔ شہادت سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل نے ایک خط کسی طرح حضرت امام عالی مقام کی طرف روانہ کیا کہ آپ جہاں تک آچکے ہیں وہیں سے واپس لوٹ جائیں۔

ادھر جب حضرت مسلم بن عقیل کا پہلا خط حضرت امام عالی مقام کو ملا تو آپ نے کوفہ کی طرف کوچ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں اگرچہ بڑے بڑے لوگوں اور آپ کے قریبی اعزاء نے آپ کو، کوفہ جانے سے روکنے کی بے حد کوشش کی۔ مختصر یہ کہ آپ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقام صفاح پر آپ کو مشہور شاعر فرزوق ملا جو کہ کوفہ سے چلا آ رہا تھا۔ امام عالی مقام نے اس سے کوفہ کے حالات پوچھے تو اس نے برجستہ جواب دیا کہ "لوگوں کے دل اگرچہ آپ ہی کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ راستہ میں حضرت عون اور حضرت محمد بن حاضر خدمت ہوئے اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پیش کیا۔ جس میں آپ کو مکہ واپس آنے کی درخواست کی گئی۔ خط کو پڑھنے کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ نے مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں وہ کام ضرور انجام دوں گا خواہ اس کا انجام کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ وہ دونوں بھی آپ کے ہمسفر ہو گئے۔"

المختصر، آپ محرم الحرام 61 ھجری کو 681ء کو وادیء کربلا میں مع معدودے چند اصحاب کہ تعداد جن کی تقریباً 72 بنتی ہے وارد ہوئے۔ اس وادی کی ایک جانب نہر فرات بہہ رہی تھی۔ اشقیاء نے آپ پر اور آپ کے اہل خانہ پر پانی بند کر ڈالا۔ اب ظلم و بربریت کا بدترین کھیل کھیلا گیا کہ امام مظلوم کے سامنے ان کے جوان سال اعزاء کو یکے بعد دیگرے خاک و خون میں نہلایا گیا۔ اندازہ کرنا بھی محال ہے کہ ایک بزرگ شخصیت جب اپنے ایک عزیز کو جانکنی کی حالت میں میدان جنگ سے اٹھا کر لائے اور اس کے منہ میں پانی کے چند قطرے بھی نہ ڈال سکے تو اس بزرگ ہستی پر کیا گزرے گی۔ ہاں یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ پھر وہ عزیزوں کے ہاتھوں ہی میں دم توڑ دے۔

اسی طرح ایک ایک کر کے تمام جوانوں کو شہید کر دیا گیا اور اشقیاء کا شاید یہ خیال ہو کہ ہوسکتا ہے کہ اس قدر ظلم و بربریت سے مجبور ہو کر شاید امام عالی مقام بیعت پر آمادہ ہو جائیں مگر یہ نہ ہونا تھا اور نہ ہوا۔ بالآخر یوم عاشورہ کو امام عالی مقام نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ انتہائی مختصر الفاظ میں جو بات آپ تک پہنچائی گئی ہے خدارا اس پر غور و فکر کریں اور اس دکھ اور تکلیف کا احساس کریں جو کہ امام عالی مقام نے میدان کربلا میں اٹھائی اور خواتین سادات نے خیموں میں اٹھائی۔ اس فقیر کی آپ سے درخواست ہے کہ امام پاک کا واسطہ دے کر اللہ کریم علیم و خبیر سے اپنے لئے اور اس فقیر کے لئے ضرور دعا فرمائیے گا۔

یکم محرم الحرام کی دعا

نزہتہ المجالس کی جلد اول صفحہ نمبر 145 پر رقم ہے کہ یکم محرم الحرام کو دن یا رات میں یعنی چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی کوئی بھی زن و مرد اس دعا کو پڑھے گا تو وہ پورا سال شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ و مامون رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو فرشتے اس کی حفاظت پر پورے سال کے لئے مامور ہو جائیں گے۔ دعائے مذکور یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ وَالْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالاِشْتِغَالَ بِمَا یُقَرِّبُنِی اِلَیْکَ یَاکَرِیْمُ

یکم محرم الحرام کی شب کے نوافل

راحت القلوب اور جواہر غیبی میں رقم ہے کہ جب محرم الحرام کا چاند دیکھ لے تو اسی رات کو دو رکعت نفل نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے۔ جب سلام پھیر لے تو اسی جگہ پر بیٹھے ہوئے کم از کم ایک تسبیح سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ پڑھے تو بے اندازہ ثواب بارگاہ خداوندی سے حاصل ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں رکعتوں کی تعداد چھ آئی ہے اور ترکیب اس کی یوں بیان کی گئی ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 10 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ ایسا عمل کرنے والے کو اللہ کریم جنت الفردوس میں دو ہزار محلات عنایت فرمائے گا اور ہر محل کے ہزار دروازے یاقوت کے ہوں گے اور ہر دروازہ پر ایک تخت ہوگا اس کے علاوہ اس نماز ادا کرنے والے کی چھ ہزار بلائیں دور کی جائیں گی اور چھ ہزار نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی۔

یکم محرم الحرام کے دن کے نوافل

راحت القلوب اور جواہر غیبی میں درج ہے کہ جو بھی مرد یا زن یکم محرم الحرام کے دن دو رکعتیں نفل نماز کی نیت سے اس طرح پڑھے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر درج ذیل دعا کو بھی پڑھے تو اللہ کریم اس کے کاروبار کی حفاظت کے لئے دو فرشتوں کو مامور کر دے گا جو پورا سال اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ دعائے مذکور یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَبَدُ الْقَدِيْمُ هٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِيْدَةٌ اَسْئَلُكَ
فِيْهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَالْاَمَانَ مِنَ السُّلْطَانِ
الْجَابِرِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ وَمِنَ الْبَلَا وَالْاٰفَاتِ وَاَسْئَلُكَ
الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلٰى هٰذِهِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ
بِمَا يُقَرِّبُنِىْ اِلَيْكَ يَابَرُّ يَارَؤُفُ يَارَحِيْمُ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

عاشورۂ محرم کی شب کے نوافل

غنیۃ الطالبین اور جوہرِ غیبی میں درج ہے کہ عاشورہ کی رات کو جو شخص یا خاتون چار رکعتیں نفل نماز کی اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچاس بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اس کے پچاس برس کے گناہ گذشتہ اور پچاس برس کے آئندہ کے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

دوسری روایت یوں ہے کہ اس رات میں دو رکعتیں نماز نفل کے قبر کی تاریکی کے خاتمہ کے لئے پڑھے۔ ترکیب اس کی یوں ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ ایسا کرنے والے مرد و زن کی قبر بحکم خداوندی تا قیامت روشن و منور رہے گی۔

عاشورۂ محرم کے دن کے نوافل

نزہۃ المجالس میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک رقم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی عاشورۂ محرم کے روز چار رکعتیں اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ کریم اس کے پچاس برس کے برابر گناہ معاف فرما کر اس کے لئے نورانی منبر بنائے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو عبادات میں اخلاص پیدا کرنے کی توفیق جلیل عطا فرمائے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔



صفر المظفر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلَی التَّوْحِیْدِ وَالاِسْلَامِ وَاَنْقَذَنَا مِنْ ظُلُمَاتِ الشُّکُوْتِ وَالاَوْھَامِ وَاَرَانَا سَبِیْلَ المرْمِ بِاتِّبَاعِ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنَامِ جَعَلَ لَنَا سُنَّتَہٗ طَرِیْقًا وَاضِحًا مُوْصِلًا ۲ اِلٰی دَارِالسَّلَام. وَزَادًا لِمَنْ اَرَادَ السَّفَرَ اِلٰی حَضْرَۃِ الْمَلِکِ الْعَزِیْزِ الْعَلَّامِ

”حمد ہے اللہ کریم کے لئے کہ جس نے توحید اور اسلام کی طرف رہبری فرمائی اور شکوک و اوھام کی ظلمتوں سے نکالا اور سید الانام حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی بھی ہمیں راہ مقصود دکھائی۔ آپ کی سنتیں ہمارے لئے روشن اور سیدھا راستہ بنیں، جنت میں پہنچانے والے اور توشہ اس مسافر کے لئے جو بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔“

اسلامی تقویم کا یہ دوسرا مہینہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ مہینہ محرم الحرام کے بعد آتا ہے اور ماہ محرم الحرام میں عرب قبائل جنگ و قتال کو حرام جانتے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی محرم الحرام ختم ہوتا تو عرب قبائل جنگ و قتال کے لئے نکل پڑتے اور گھروں کو خالی چھوڑ جاتے۔ اسی لئے اس کو صفر یعنی خالی کا مہینہ کہتے ہیں۔

ویسے پرانے لوگ آج بھی اس کو خالی کا مہینہ ہی کہتے ہیں۔ عام طور پر لوگوں کے اذہان میں اس ماہ کی نحوست راسخ ہو چکی ہے اور خصوصاً پہلی تیرہ تاریخوں

میں تو ضعیف الاعتقاد لوگ کسی بھی کام کا آغاز نہیں کرتے اور نہ ہی شادی بیاہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگرچہ دین متین میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ سب توہم پرستی کی باتیں ہیں۔

اگرچہ یہ سب باتیں توہم پرستی ہی کی ہیں مگر جب یہ لوگوں کے اذہان میں پختہ ہو جاتی ہیں تو پھر ان کا یقین بھی مستحکم ہو جاتا ہے۔ ایسے میں پڑھے لکھے طبقہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس توہم پرستی کے خلاف جہاد کرے اور لوگوں کے اذہان میں ان الٹے سیدھے خیالات کو درست کرے اور یہ بتلائے کہ ہمارا مذہب ان سب باتوں سے اعلیٰ و افضل ہے۔ محض یہ کہہ دینا ہی کافی نہیں ہوتا کہ جی یہ باتیں جہالت کی ہیں۔

اس ماہ مقدس کی آخری بدھ کو بھی اہل سنت و جماعت میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اہل سنت و جماعت اس دن کاروبار بند کر کے سیر و تفریح کرتے ہیں، پوریاں پکاتے ہیں، غسل کرتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس روز صحت کا غسل کیا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔''

کہنے والے تو نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں مگر یہ فقیر عرض کرتا ہے کہ آخری چہار شنبہ کو سیر کے لئے جانا کوئی چار چھ سال کی بات تو نہیں ہے کہ ہم یہ خیال کر لیں کہ اس کو اب ایجاد کیا گیا ہے۔ یہ تو صدیوں سے روایت چلی آ رہی ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس روز سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مرض میں قدرے افاقہ ہونے کی وجہ سے مدینہ طیبہ میں چہل قدمی فرمائی ہو اور آپ کی اس سنت کو ازاں بعد عشاق نے اپنا لیا ہو۔ بات اس کو غلط کہنے سے بنے گی نہیں جو کام ہم اپنے بزرگوں سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں اس کو ہم یک لخت رد بھی نہیں کر سکتے۔

اگر ہمارے اکابرین آج کے دور میں یہ خیال فرماتے ہیں کہ آخری چہار شنبہ والے دن جو کچھ ہوتا ہے غلط ہوتا ہے تو انہیں واضح طور پر عوام الناس میں شعور کو بیدار کرنا ہوگا یہ نہ ہو کہ وہ کہیں راستہ ہی بھٹک جائیں۔ بندۂ ناچیز کا یہ خیال ہے کہ جو بات نرمی

اور خوش گفتاری سے بندہ سمجھ سکتا ہے وہی بات درشت روی اور سختی سے بگڑ جایا کرتی ہے۔

صحیح بخاری، عن عقبہ بن عامر، کتاب المغازی اور مسلم کتاب الفضائل میں یہ حدیث درج ہے کہ "صفر 11 ہجری (اپریل، مئی 632ء) میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احد پر تشریف لے گئے اور احد کے گنج شہیداں پر نماز ادا فرمائی اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ وہاں سے واپس ہو کر آپ نے مختصر خطبہ ارشاد فرمایا کہ

> "لوگو! میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور تمہاری شہادت دینے والا ہوں۔ واللہ! میں حوض کوثر کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں، مجھے سلطنتوں کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔ مجھے یہ ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے۔ البتہ اس کا اندیشہ ہے کہ دنیاوی مفاد کی کشمکش میں نہ پڑ جاؤ اور اس کے لئے آپس میں کشت وخون کرو اور اس طرح ہلاک ہو جاؤ، جس طرح تم سے پہلے کی قومیں ہلاک ہوئیں۔"

اسی مہینہ میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک شب، جنت البقیع بھی تشریف لے گئے اور وہاں پر دفن اہل اسلام کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ اس فقیر کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناسازئی طبع سے قطعاً انکار نہیں مگر کیا کوئی بھی صاحب عقل اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ جب اہل مدینہ نے اپنے آقا ومولیٰ کو گھر سے باہر آتے دیکھا ہوگا اور چہل قدمی کرتے دیکھا ہوگا تو ان کی خوشی کی کیفیت کیا ہوگی۔ کیا ان کو یہ دن صدیوں بعد بھی فراموش ہو سکتا ہے۔ آج بھی اگر اہل اسلام اس دن کی یاد تازہ کرتے ہیں تو اس میں کوئی غیر شرعی بات تو نہیں۔ پورے سال میں اگر سو، سوا سو چھٹیاں منائی جاتی ہیں تو کیا اپنے آقا کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے محض چند گھنٹے قربان نہیں کئے جا سکتے۔

جواہر غیبی اور راحت القلوب میں روایت درج ہے کہ غربت کے خاتمہ کے لئے آخری چہار شنبہ کی صبح کو تازہ غسل کرے بوقت چاشت دو رکعت نماز ادا کرے تو رب کریم اس کی غربت کا خاتمہ کر دے گا اور اس کو غنی کر دے گا۔ ترکیب یوں مرقوم ہے کہ

ہر رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ 11,11 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ جب سلام پھیر لے تو اس درود مقدس کو 70 مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

درود شریف پڑھنے کے بعد جب دعا مانگنی شروع کرے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَرِّفْ عَنِّیْ سُوْءَ ھٰذَا الْیَوْمِ وَاعْصِمْنِیْ مِنْ سُوْبَۃِ وَنَجِّنِیْ عَمَّا اَصَابَ فِیْہِ مِنْ نَحُوْ سَاتِہٖ وَکَرْبَاتِہٖ بِفَضْلِکَ یَادَافِعَ الشُّرُوْرِ وَمَالِکَ النُّشُوْرِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِہِ الاَمْجَادِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اس کے علاوہ ایک اور عمل بھی جواہر غیبی میں درج ہے کہ پورے دن اور پوری رات میں کسی بھی وقت اگر دو رکعت نماز اس ترکیب سے پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں بھی یہی عمل کرے جبکہ دونوں رکعتوں کو مکمل کر کے جب سلام پھیر لے تو سورۃ الم نشرح، سورۃ والتین اور سورۃ کوثر کو 80,80 مرتبہ اسی جگہ بیٹھ کر پڑھے تو اللہ کے فضل سے غربت، امیری میں بدل جائے گی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے مجھے ماہ صفر کے گزر جانے کی اطلاع دی، میں اس کو جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیتا ہوں۔" واضح ہو کہ اس مہینہ کو پہلے سفر کو سین کے ساتھ کہتے تھے کیونکہ اسی مہینہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے بہشت سے دنیا کی طرف سفر کیا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہوئی تھیں۔ آخر جب فرزندان حضرت آدم علیہ السلام مصائب سے بہت پریشان ہوئے تو سفر کو صفر کہنے لگے یعنی سین کی بجائے صاد کر دیا۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم صفر کی زحمتوں کو پاؤ تو اللہ سے پناہ مانگو اور عافیت و تندرستی چاہو اور جو کچھ ہو سکے صدقہ بھی دیا

کرو اور پہلی شب کو چار رکعتیں بھی پڑھا کرو۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھا کرو۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی ان چار رکعتوں کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور ان تمام بلاؤں کے برابر جو اس پر اس مہینہ میں نازل ہوتی ہیں اس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ! اس مہینہ میں کتنی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اٹھارہ ہزار بلائیں اترتی ہیں۔ ان میں سے چھ ہزار ایسی ہیں کہ جن کا نام بھی ہے اور ان کی دوا بھی ہے اور چھ ہزار ایسی ہیں کہ ان کا نام تو ہے مگر ان کی دوا کوئی نہیں۔ اور چھ ہزار ایسی ہیں کہ نہ ان کا نام ہے اور نہ ہ ان کی دوا ہے۔ اللہ ہی کو ان کا علم ہے۔

جو بھی اس مہینہ کی اول اور درمیانی رات اور آخری رات کو یہ دعا پڑھے وہ تمام تر بلاؤں سے اللہ کے فضل سے محفوظ رہے گا۔

اَللّٰھُمَّ یَاشَدِیْدُ الْقُوٰیٰ یَاشَدِیْدَ الْمِحَالِ یَاعَزِیْزُ ذَلَّلَتْ بِعِزَّتِکَ
جَمِیْعُ خَلْقِکَ اَغْنِنِیْ عَنْ جَمِیْعِ خَلْقِکَ یَامُحْسِنُ یَامُفْضِلُ
یَامُنْعِمُ یَامُکْرِمُ یَا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی ماہ صفر کے آخری عشرہ میں آٹھ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کو پل صراط سے گزرنا آسان ہو جائے گا۔ (ان آٹھ رکعتوں کو دو، دو یا چار چار، کر کے پڑھا جاتا ہے۔)

برائے اعمال صالح اور گناہوں کی معافی

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ جب صفر المظفر کا چاند دیکھ لے تو نماز مغرب کے بعد کچھ دیر توقف کرے اور پھر چار رکعات نوافل کو دو دو کر کے ادا کرے۔ طریقہ یوں

درج ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور جب چاروں رکعتوں کو مکمل کر کے سلام پھیر چکے تو اسی جگہ بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے۔ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

مصائب و آلام سے بچنے کے لئے

اگر کوئی یہ چاہے کہ وہ مصائب و آلام سے محفوظ و مامون رہے تو اس کو چاہئے کہ صفر المظفر کی پہلی رات کو جب نماز عشاء ادا کر لے تو اس کے بعد چار رکعات نفل نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ کافرون دوسری میں بعد از سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص' تیسری میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ فلق اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ الناس پڑھے۔ جب سلام پھیر چکے تو اس دعا کو اپنی حاجات سامنے رکھتے ہوئے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ

اس دعا کو کم از کم گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس کے بعد ستر مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔

تنگدستی دور کرنے کے لئے

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کی تنگدستی دور ہو جائے تو اس کو چاہیئکہ بعد از نماز فجر دو رکعت نماز نفل اس مقصد کے لئے پڑھے۔

انشاء اللہ بہت جلد اس کے رزق کشادہ ہونے کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔

طریقہ جواہر غیبی میں یوں رقم ہے۔

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھے اور جب سلام پھیر چکے تو سورہ الم نشرح، سورۂ نصر اور سورۂ اخلاص کو مجموعی طور پر اسی مرتبہ پڑھے زندگی میں اور مال میں خیر و برکت کے لئے۔

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کی زندگی اس کے مال میں خیر و برکت ہو تو اس کو چاہیئے کہ آخری چہار شنبہ کی پانچوں فرض نمازوں کے بعد یعنی

اس روز کی آخری نماز (عشاء) پڑھنے کے بعد اسی جگہ بیٹھ کر درج ذیل سات سلام جو کہ درحقیقت آیات مبارکہ ہیں گیارہ مرتبہ پڑھے اور پڑھنے کے بعد پانی پر دم کر کے اپنے دوستوں، عزیزوں اور اہل خانہ کو پلائے۔ انشاء اللہ پورا سال درست گزرے گا۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِيمِ •

سَلَامٌ عَلٰى نُوحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ •

سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ •

سَلَامٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهَارُوْنَ •

سَلَامٌ عَلٰى اِلْيَاسِين •

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ •

سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ •



ربیع الاول

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٠ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡکِتَابَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَهٗ عِوَجًا ا قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡهُ وَیُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا مَّا کِثِیۡنَ فِیۡهِ اَبَدًا

"تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں کہ جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس کے اندر کوئی کجی یا خم نہیں رکھا۔ (بلکہ یہ کتاب نہایت ہی صاف اور سہل اور سیدھے راستے کی طرف) ہدایت کرنے والی ہے تاکہ اللہ کی طرف سے جو سخت عذاب (کافروں پر نازل ہونے والا ہے لوگوں کو اس) سے ڈرائے اور جو ایمان والے ہیں اور نیک عمل بھی کرتے ہیں ان کو اس بات کی خوشخبری دے کہ ان کے واسطے اللہ کے ہاں بڑا اجر یعنی بہشت ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔"

ربیع الاول کے فضائل

اسلامی تقویم کے اعتبار سے یہ تیسرا مہینہ ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب اس کا نام رکھا گیا تو اس وقت ربیع کی فصل تھی۔ اگرچہ یہ ایک عام سا مہینہ تھا مگر اس کے فضائل اور سعادتوں کو نقطہء عروج دینے کے لئے قادر مطلق نے اس مہینہ میں فخر موجودات کا باعث وجہ وجود کائنات سید المرسلین خاتم النبیین سرکار دو جہاں محمد رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا فرمایا۔

جیسا کہ اللہ رب العزت عزوجل کا ارشاد عالیشان کلام اللہ شریف میں ہے کہ اے محبوب اگر ہم نے تمہیں پیدا نہ فرمانا ہوتا تو ہم اس کائنات کو پیدا ہی نہ فرماتے۔ تو اس آیۃ شریفہ کی تکمیل یعنی پیدائش محبوب رب العالمین اسی بابرکت اور باسعادت مہینہ میں ہوئی۔ عام طور پر رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ ولادت باسعادت 12 ربیع الاول بمطابق اپریل 571ء تسلیم کی جاتی ہے جبکہ تاریخ میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔

''محسن انسانیت'' مصنف مولانا نعیم صدیقی صفحہ نمبر 603 پر اور ''رحمۃ اللعالمین'' مصنف مولانا قاضی محمد سلمان منصور پوری جلد اول کے صفحہ نمبر 21 پر 9 ربیع الاول 1 سنہ عام الفیل (واقعہء اصحاب فیل سے پچاس روز بعد) بمطابق 22 اپریل 571 یکم جیٹھ سمت 628 بکرمی بوقت صبح صادق یعنی طلوع آفتاب سے پہلے پیدا ہوئے۔

اس کے علاوہ جناب سید امیر علی صاحب نے 29 اگست 510ء جبکہ یورپ کے ایک مشہور مؤرخ ہرسی ڈیل 20 اگست 570ء لکھتا ہے۔ علامہ شبلی نے اپنی کتاب سیرۃ النبی حصہ اول کے صفحہ نمبر 171 پر مصر کے مشہور ہیئت دان محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کی بنا پر تاریخ ولادت 20 اپریل 571ء لکھی ہے۔

ولادت باسعادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر چہار جانب خوشیاں منائی گئیں۔ آپ کے خاندان میں بھی حد درجہ خوشیاں منائی گئیں وجہ اس کی یہ تھی کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال چند ماہ قبل ہو چکا تھا۔ چنانچہ جب آپ کی ولادت کی خبر اہل خاندان کو ملی تو وہ سبھی لوگ بڑے ہی مسرور ہوئے۔

بڑی مشہور و معروف روایت ہے کہ جب یہ خبر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقیقی چچا ابولہب کو ملی تو وہ بھی بے حد مسرور ہوا۔ اگرچہ یہ شخص بعد میں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کے باعث مردود ہو گیا اور اس کی بیوی بھی۔ ان دونوں کے بارے میں کلام اللہ شریف میں سورۃ ابی لہب بھی نازل ہوئی۔

مگر اس وقت وہ اپنے حقیقی بھتیجے کی ولادت کی خبر سن کر بے خود ہو گیا اور اس کی جس کنیز نے اس کو یہ مبارک خبر سنائی تھی اس کو اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے کہا کہ جا میں

نے تجھے آزاد کیا۔ جب ابولہب حالت کفر میں مرگیا تو کسی نے خواب میں دیکھا اور اس کا حال احوال پوچھا۔ اس نے بتلایا کہ کفر کی وجہ سے میں دوزخ کے دردناک عذاب میں مبتلا ہوں۔ہاں مگر یہ بات ضروری ہے کہ ہر پیر کی رات میں کچھ تخفیف ہو جایا کرتی ہے اور یہ بھی کہ میں نے اپنی جن انگلیوں سے اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا ان انگلیوں سے کبھی کبھار پانی آتا ہے جس کو چوس لیتا ہوں۔ بس عذاب میں اسی قدر تخفیف ہو جاتی ہے۔''

یقینی بات ہے کہ اگر وہ اپنے ہی حقیقی بھتیجے کی قدر و منزلت سے انکار نہ کرتا تو پھر اس کا ٹھکانہ بھی جنت الفردس کے حسین باغات ہوتے۔ اگر محض انگلیوں سے اشارہ کرنے سے عذاب میں قدرے تخفیف ہوگئی ہے تو اس کا بھلا کیا مقام ہوگا جو اپنی پوری زندگی میلاد مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عقیدت و احترام سے مناتا ہے۔ مگر اس میں کوئی شک و شبہ ہرگز نہیں ہے کہ میلاد کی برکات ہر کسی کو تو نصیب نہیں ہوسکتیں اس کے لئے اپنے اندر عشق مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اجاگر کرنا ہوتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر 513 پر درج ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ یوں ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ کسی بدباطن شخص نے آپ کے نسب کے بارہ میں گستاخی کی ہے تو نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں کون ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں عبدالمطلب کے بیٹے کا بیٹا ہوں، اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو ان سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ بنائے تو ان میں مجھے بہتر بنایا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان میں سب سے بہتر گھرانہ میں پیدا فرمایا۔ میں دنیا میں ذات، قبیلہ اور گھرانہ کے اعتبار سے سب سے بہتر و افضل ہوں۔

میلاد شریف پر بھی یہی کچھ کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے تلاوت کلام اللہ شریف ہوتی ہے پھر ثناء خوان حمد باری تعالیٰ پڑھتے ہیں پھر نعت شریف ہوتی ہے اور اس کے بعد

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف بیان کی جاتی ہے۔ اب بھلا کوئی بتائے کہ یہ بدعت کس طرح سے قرار دی جا سکتی ہے۔ اگر تمہارا کوئی بزرگ اس دنیا سے گزر جائے تو تم ہر سال اس کی یاد مناتے ہو ہم نے تو کبھی یہ نہیں کہا کہ تم اس کا جواز لاؤ۔ ارے بھائی ہم تو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد مناتے ہیں جس کو تم بدعت کہہ کر اپنے لئے گناہ کا سامان پیدا کرتے ہو۔

میلاد منانے کے بارہ میں اولیاء کرام اور آئمہ کے ارشادات

سیرت نبوی صفحہ نمبر 45 پر اور سیرت حلبی صفحہ نمبر 100 پر امام نووی علیہ الرحمۃ کے استاد گرامی حضرت امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد رقم ہے کہ "ہمارے زمانہ کی اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو کہ مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روز اختیار کئے جاتے ہیں۔ یعنی صدقات، بھلائی کے کام، زینت وخوشی کا اظہار، کیونکہ اس میں فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے علاوہ اس کا اظہار ہے کہ میلاد منانے والوں کے دلوں میں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور تعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے جو کہ اس نے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرما کر اس کائنات پر احسان فرمایا ہے۔"

حافظ الحدیث حضرت ابن الجزری علیہ الرحمۃ کا ارشاد انوار محمدیہ من مذاہب الدنیہ کے صفحہ نمبر 28 پر رقم ہے کہ "جب ابولہب کافر جس کی مذمت کلام اللہ شریف میں نازل ہوئی تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے کی نیک جزا مل گئی یعنی اس کے عذاب میں قدرے تخفیف ہو گئی تو نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اس موحد کا کیا حال ہو گا جو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور آپ کی محبت میں حسب مقدور خرچ کرتا ہو۔ مجھے قسم ہے اپنی جان کی کہ اللہ کریم سے اس کی جزاء یہ ہے کہ وہ اس کو اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔"

امام سخاوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی سیرت حلبی صفحہ نمبر 100 اور سیرت نبوی صفحہ نمبر 45 پر درج ہے کہ "تینوں زمانوں میں سلف میں کسی نے میلاد کو مروجہ نہیں کہا بلکہ یہ اس

کے بعد شروع ہوا۔ پھر ہمیشہ مسلمان ہر طرف اور بڑے بڑے شہروں میں میلاد مناتے ہیں اور ان راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور میلاد شریف بیان کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ میلاد شریف کی برکت سے ان پر ہر قسم کا فضل و رحمت نازل ہوتا ہے۔"

انوار محمدیہ صفحہ نمبر 29 پر حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد یوں رقم ہے کہ "ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینہ میں محفل میلاد منعقد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں، نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔"

سیرت نبوی جلد اول کے صفحہ نمبر 45 پر حضرت امام جوزی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میلاد شریف کی ایک تاثیر یہ ہے کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی خوشخبری ہے۔ بادشاہوں میں سے جس نے پہلے پہل میلاد النبی کا اہتمام کیا وہ مظفر ابو سعید شاہ اربل تھا۔ اس کے لئے ممتاز عالم دین حافظ ابن وحیدؒ نے ایک کتاب بعنوان "مولد البشیر النذیر" تحریر کی۔

بادشاہ نے خوش ہو کر اس کو ایک ہزار دینار بطور نذرانہ پیش کئے اور ساتھ ہی میلاد النبی کا بھی اہتمام کیا۔ اس کے بعد وہ پابندی کے ساتھ ربیع الاول میں میلاد شریف کا اہتمام کیا کرتا تھا اور اس میں عظیم الشان محافل کا اہتمام کرتا تھا۔ وہ ایک بہادر، دلیر، عقلمند، عالم اور عادل بادشاہ تھا۔ اس کا دور اقتدار طویل تھا۔ اس کا انتقال شہر عکا میں 630ھ میں ہوا۔ وہ سیرت و عادات کا بہت اچھا تھا۔"

امام جوزی علیہ الرحمۃ کے پوتے کا بیان سیرت نبوی صفحہ نمبر 45 ہی پر درج ہے کہ "مجھے ان لوگوں نے بتایا جو کہ ملک مظفر کے دستر خوان پر محفل میلاد شریف کے موقع پر حاضر ہوتے تھے کہ اس کے دستر خوان پر پانچ ہزار بکریوں کے بھنے ہوئے سر، دس ہزار مرغ، ایک لاکھ پیالی مکھن، اور تیس ہزار پیالے حلوے کے موجود تھے اور میلاد کی محفل میں اس کے ہاں مشاہیر، علماء اور صوفی حضرات کی کثرت تھی۔ وہ ان سب حضرات کو خلعتیں عطا کرتا اور دوران محفل میلاد خوشبویات سلگاتا تھا۔ محفل میلاد پر اس کا تقریباً تین لاکھ دینار خرچ آتا تھا۔

فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر 129 پر ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”محافل میلاد اور اذکار جو ہمارے ہاں کیئے جاتے ہیں۔ ان میں اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں، جیسا کہ صدقہ دینا، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح یعنی نعتیہ کلام خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا اور سننا۔“

مدارج النبوت کی جلد دوم صفحہ نمبر 26 پر مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کرنے والوں کے لئے اس میں سند ہے کہ جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال وزر خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب اگرچہ کافر تھا اور قرآن مجید میں اس کی مذمت میں سورۃ نازل ہوئی۔ مگر اس کو بھی اپنی لونڈی کے دودھ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو محبت اور خوشی میں بھرپور اور میلاد شریف میں مال خرچ کرتا ہے۔“

فیوض الحرمین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد رقم ہے کہ ”میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں ہو رہی تھی۔ بارہویں ربیع الاول کو اور ذکر ولادت شریف اور خوارق عادت وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بارگی کچھ انوار اس مجلس سے ظاہر ہوئے۔ میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الٰہی کے۔“

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کے صفحہ نمبر 5 پر رقم فرماتے ہیں کہ ”فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل میلاد میں شرکت کرتا ہوں۔ بلکہ ذریعہء برکات سمجھ کر منعقد بھی کرتا ہوں۔“

”شمائم امدادیہ“ کے صفحہ نمبر 87 پر فرمایا کہ ”مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔“

”شمائم امدادیہ“ ہی کے صفحہ نمبر 93 پر ارشاد فرمایا کہ ”اور ہمارے علماء اس زمانے میں جو کچھ قلم میں آتا ہے بے محابہ فتوے دے دیتے ہیں۔ علمائے ظاہر کے لئے علم باطن بہت ضروری ہے۔ بدوں اس کے کچھ درست نہیں ہوتا۔ فرمایا ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی

موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین ہی کافی ہے۔"

مبارک مہینہ کی مبارک عبادات

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا مہینہ بھی اور وصال پاک کا بھی مہینہ ہونے کی وجہ سے ماہ ربیع الاول کے فضائل و درجات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ یکم ربیع الاول تا 12 ربیع الاول روزانہ بیس رکعت نوافل ادا کرنے والوں کو زیارت نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوتی ہے اور اس طرح عمل کرنے والوں کو خواب میں جنت کی بشارت مل جاتی ہے۔

ترکیب یوں بیان کی گئی ہے کہ ہر رکعت میں اکیس اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور جب رکعتیں تمام ادا کرلے تو ان کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح اقدس کو ہدیہ کرنے کے بعد تمام صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، صلحائے امت اور اولیائے کرام کی ارواح مقدسہ کو بھی ہدیہ کرے۔ اگر بیس روز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بارہ روز میں دو تین مرتبہ ہی پڑھ لیا کرے۔

فضائل شہود میں کتاب الاوراد میں رقم ہے کہ "جب ربیع الاول شریف کا مبارک چاند نظر آئے تو اس رات کو سولہ رکعت نوافل ادا کریں۔ اس کی ترکیب یوں بیان کی گئی ہے کہ دو دو رکعتکر کے ادا کریں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھیں۔ جب تمام رکعتوں کو ادا کرلیں تو پھر اس درود شریف کو ایک ہزار مرتبہ پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اسی طرح متواتر 12 روز تک عمل کریں یعنی یکم ربیع الاول تا بارہ ربیع الاول۔ ایسا عمل کرنے والوں کو یقیناً زیات رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوگی۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد اس کو پڑھ کر سو جانا چاہئے۔

ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ ربیع الاول کے بابرکت مہینہ میں درود شریف

کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ زیارت رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس ماہ مقدس کی تمام تاریخوں میں جو بھی مرد و زن درج ذیل درود شریف کو ایک ہزار ایک سو پچیس مرتبہ بعد از نماز عشاء پڑھ کر سو رہے گا اس کو خواب میں ضرور بضرور زیارت ہو گی۔ درود شریف درج ذیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ۝

ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ اگر کوئی بھی مرد و زن اس ایک مہینہ میں درج ذیل درود شریف کو سوا لاکھ مرتبہ پڑھے گا تو یقیناً اس کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مقدسہ نصیب ہو گی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

بلا شبہ میلاد مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حد درجہ فضیلتیں ہیں اور یہ محض نعرہ بازی یا دکھلاوے سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ ان فضیلتوں اور سعادتوں کو حاصل کرنے کے لئے بندے کو اپنے دل میں عشق مصطفیٰ کو اجاگر کرنا پڑتا ہے۔ تمام تر بزرگ اس بات پر متفق ہیں کہ جب تک دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت موجزن نہ ہو سعادت و فضیلت کا حصول ناممکن ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح رزق حرام کھانے والے کی دعا کو بارگاہ ربوبیت میں قبولیت حاصل نہیں ہوتی اسی طرح عبادات کی قبولیت بھی حصول رزق حلال کے ساتھ مشروط ہے۔ اب ہم آتے ہیں محافل میلاد یا ماہ میلاد یعنی ربیع الاول میں نوافل اور درود شریف پڑھنے سے بزرگوں کا کہنا ہے کہ زیارت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہو جاتی ہے۔ مگر فقیر کا خیال یہ ہے کہ اس میں بھی وہی شرط لازم آتی ہے۔

اگر کوئی شخص حرام کما کر محفل میلاد منعقد کرواتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی کاوش کیوں قبول نہیں ہوتی یا یہ کہ کوئی شخص حرام و حلال میں تمیز بھی نہ کرے اور درج بالا نوافل پڑھ کر یہ خیال کرے کہ اس کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت تو نصیب نہیں ہوئی۔ اب اگر وہ یہ خیال کر لے کہ یہ طریقہ ہی غلط لکھا ہے اس طرح تو زیارت ہو ہی نہیں سکتی تو وہ یقیناً غلط سوچ رہا ہے بلکہ یوں کہہ لیں کہ وہی خسارے میں

ہے۔

یہ فقیر عرض کرتا ہے کہ جو بھی مرد و زن حرام و حلال میں تمیز نہ کرے اور خواب میں رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا خواہاں ہو تو یہ اس کی نادانی ہی ٹھہرے گی۔ حصول فیض و سعادت کے لئے یقیناً اللہ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تر احکامات و ارشادات پر کما حقہ عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس فقیر کو راہ ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)



ربیع الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَمطَرَا قِطَارَ الرَّحْمَۃِ مِنْ سَحَابِ الْمَغْفِرَۃِ لِیُحْیِیَ رِیَاضَ قُلُوْبِ اَھْلِ الْمَعْرِفَۃِ بِفَیْضَانِ اَنْوَارِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ لِسَانَ الذَّاکِرِیْنَ یجواھِرِا ذَکَار لَا اِلٰہَ اِلٰہَ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ. سُبْحَانَ مَنْ شَرَحَ صُدُوْرَ الْعَارِفِیْنَ بَکَشْفِ اَسْرَارِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے مغفرت کے بادل سے رحمت کا مینہ برسایا تاکہ اہل معرفت کے دلوں کے باغ کلمہءطیبہ کے فیضان انوار سے زندہ وتروتازہ ہوں۔ پاکی ہے اس ذات پاک کو کہ جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ طیبہ ہے کے اذکار سے مزین کیا۔ پاکی ہے اس ذات کی کہ جس نے عارفوں کے سینوں کو کھول دیا۔

ربیع الثانی کے فضائل

اسلامی تقویم کا چوتھا مہینہ ہے۔ اہل سنت و جماعت میں اس مہینہ کی بڑی قدر و منزلت پائی جاتی ہے کیونکہ اس ماہ مقدس میں حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال پایا تھا۔ وجہ تسمیہ اس کی کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ جب اس کا نام تجویز کیا گیا تو ربیع کے موسم کا آخیر تھا۔ سب سے بڑی فضیلت اس ماہ مقدس کی یہ ہے کہ اسی مہینہ کی

چودھویں تاریخ کو نماز فرض ہوئی۔

یہودیوں نے اہل اسلام پر تین طرح سے فخر کا اظہار کرنا شروع کیا اور بطور طنز کہا کرتے تھے کہ ہم تو اللہ کے پسندیدہ دوست ہیں، ہماری کتاب ہے اور تمہاری کوئی کتاب نہیں ہے اور ہمارے لئے تو ہفتہ کا دن مخصوص ہے جبکہ تمہارے لئے کوئی دن نہیں۔'' چنانچہ اللہ رب العزت نے کلام اللہ شریف میں سورۂ جمعہ نازل فرما کر گویا ان کی تکذیب و تردید فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذْ نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان دی جائے تو نماز کی طرف جلدی کرو۔ اور خرید و فروخت ترک کر دو۔ یہ ہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ ''یوم جمعہ سے زیادہ بزرگی والے دن میں نہ سورج طلوع ہوا نہ غروب اور سوائے جن و انس کے زمین پر ہر چلنے والا جانور جمعہ کے دن سے ڈرتا ہے (کیونکہ قیامت یوم جمعہ کو برپا ہوگی) اور جمعہ کے روز مسجد کے ہر دروازہ پر دو فرشتے آنے والوں کے نام ترتیب سے لکھتے ہیں (اول نمازی ایسا ہوتا ہے کہ) جیسے اونٹ کی قربانی دینے والا، دوئم وہ ہوتا ہے کہ جیسے گائے کی قربانی دینے والا، تیسرا نمازی ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ بکری کی قربانی کرنے والا ہو اور پھر تمام نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے انڈے کو راہ خدا میں خرچ کرنے والے ہوں۔ جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر کاغذ لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔''

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا، اسی روز ان کو جنت میں داخل فرمایا۔ اسی روز آپ کو زمین پر اتارا گیا

اور اسی روز قیامت برپا ہوگی۔ اس روز ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر کوئی مومن اس کو پالے اور اللہ تعالیٰ سے اس وقت کچھ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے۔"

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ وہ مقبولیت کی گھڑی دن کی آخری ساعت ہوتی ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا گیا۔"

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابونصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی روایت واسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ "جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیطان جھنڈے لے کر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور لوگوں کو بازاروں کی طرف چلاتے ہیں جبکہ مسجدوں کے دروازوں پر فرشتے مسجد میں آنے والوں کے نام مراتب کے لحاظ سے لکھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ امام برآمد ہوتا ہے۔ جو شخص امام سے قریب ہوکر خاموشی کے ساتھ خطبہ سنتا ہے اور کوئی لغو بات نہیں کرتا اس کا دوہرا اجر ہوتا ہے اور جو امام سے دور رہ کر خاموشی کے ساتھ سنتا ہے اور کوئی لغو بات نہیں کرتا اس کا ایک اجر ہوتا ہے۔ اور جو کوئی امام سے دور کوئی لغو بات کرتا ہے اور خاموشی اختیار نہیں کرتا اس پر ایک گناہ ہوتا ہے اور اس کا جمعہ نہیں ہوتا۔"

حضرت جعفر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت کا قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چاندی کی تختیاں اور سونے کے قلم لئے ان لوگوں کے نام لکھتے ہیں جو جمعہ کی رات یا دن میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر فرما رہے تھے کہ لوگو! مرنے سے پہلے اللہ سے توبہ کرو اور رکاوٹ پیدا ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں عجلت کرو اور ذکر الٰہی کی کثرت سے اس رشتہ کو جوڑو جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے چھپا کر اور ظاہر طور پر خیرات کرو تم کو زیادہ اجر بھی عطا ہوگا، تمہاری تعریف وتوصیف بھی ہوگی اور تمہیں رزق وافر بھی عطا ہوگا۔ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی نماز تم پر اس مہینہ میں اس جگہ اس سال قیامت تک کے لئے فرض قطعی کردی ہے۔

جس شخص کو راہ ہے وہ ضرور پڑھے۔ میری زندگی میں یا میرے بعد جو شخص انکار

کرنے یا حقیر خیال کر کے جمعہ کو ایسی حالت میں ترک کرے کہ اس کا کوئی حاکم ہو خواہ عادل ہو فاسق تو اللہ اس کی پریشانی دور نہیں کرے گا اور نہ اس کے کام میں برکت دے گا۔ خوب غور سے سنو کہ ایسے شخص کی نہ نماز ہے نہ وضو نہ زکوٰۃ اور نہ حج ہے۔ غور سے سنو کہ ایسے آدمی کو کوئی برکت حاصل نہیں ہوگی جب تک توبہ نہ کرے گے۔ اگر توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔"

حضرت ابو نصرؒ نے اپنے والد کی روایت و اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ لاکھ دوزخی، دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں۔ جمعہ کے دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ ہر گھنٹہ میں چھ لاکھ دوزخی جو دوزخ کے مستحق ہوتے ہیں ان کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ "حدیث مذکور کے دوسرے الفاظ اس طرح ہیں کہ دنیا کے ہر گھنٹہ میں چھ لاکھ دوزخی، دوزخ سے من جانب اللہ تعالیٰ آزاد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو آزاد کرتا ہے جو سب کے سب قیامت کے دن دوزخ کے مستحق ہوتے ہیں۔ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کے کل چوبیس گھنٹے ہیں لیکن کوئی ساعت ایسی نہیں کہ چھ لاکھ دوزخی جو دوزخ کے مستحق ہیں منجانب اللہ کریم دوزخ سے آزاد نہ ہوں۔

حضرت ابو الادرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص جمعہ کے روز جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک حج مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اگر اسی جگہ بیٹھ کر وہ نماز عصر بھی جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اس کے لئے عمرہ کا ثواب بھی ہو جاتا ہے اور اگر اسی جگہ رہ کر نماز مغرب بھی جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے تو کوئی چیز ایسی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ سے طلب کرے اور اللہ کریم اس کو عطا نہ کرے۔"

ایک روایت میں آتا ہے کہ جمعہ کے روز اپنے جیون ساتھی کو بھی نہلایا اور خود بھی نہایا اور اول وقت میں مسجد میں چلا آیا اور امام کے قریب بیٹھا اور کوئی بے ہودگی نہیں کی تو ہر قدم پر سال بھر کے دنوں کے روزوں اور راتوں کی نمازوں کا ثواب اس کے لئے لکھ دیا

جاتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ''ہر جمعہ کے روز غسل کیا کرو اگرچہ پانی اتنا مہنگا ہو کہ تمہیں اپنی اس روز کی خوراک دے کر خریدنا پڑے۔''

بعض فقہا کا بیان ہے کہ جمعہ کے روز اپنا آرام اور دنیاوی لذتوں کو ترک کر دے نیز یہ کہ وظائف اور عبادات میں خود کو مشغول رکھے۔ دوپہر سے نماز عصر تک علم دین کے مسائل پر گفتگو ہونے والی مالس اور پند و نصائح کی محافل میں شرکت کرے۔ عصر کی نماز سے لے کر غروب آفتاب یعنی مغرب تک تسبیح و استغفار کرتا رہے۔ اس وقت میں خصوصیت کے ساتھ اور پورے رات و دن میں عموماً اس عمل کو کرے۔

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَـہٗ لَـہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ

یـحـیٰ ویـمـیـت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی شی

قدیر (دوسومرتبہ)

لاالہ الا اللہ الملک الحق المبین (سومرتبہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

(سومرتبہ)

ما شاء اللہ لاقوۃ الا باللہ. (سومرتبہ)

جمعۃ المبارک اور وہ بھی ربیع الآخر کا جمعۃ المبارک بڑا ہی افضل اور سعادت والا ہوتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جمعہ کے روز مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو کیونکہ اس روز اعمال یعنی ثواب کو دوگنا کر دیا جاتا ہے اور میرے لئے اللہ کریم سے درجۂ وسیلہ کی دعا کیا کرو۔'' عرض کیا گیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! جنت میں وسیلہ کون سا ہے؟'' ارشاد فرمایا ''وہ سب سے اونچا درجہ ہے اور وہ صرف ایک ہی نبی کو حاصل ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ نبی ہوں گا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ''میں ایک روز

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ہر جمعہ کو مجھ پر اسی مرتبہ درود پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہ معاف فرمادے گا۔'' میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر درود کیسے پڑھا جائے؟'' ارشاد فرمایا۔ ''یوں پڑھا کرو۔ **اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی** اور انگلیوں پر شمار کیا کرو۔

حضور غوث پاک سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد عالیشان ہے کہ ہر عابد اور ہر عارف پر لازم ہے کہ ہر حال میں ریاکاری، مخلوق کی دکھاوٹ (جاہ پسندی) اور خود پنداری (خودنمائی) سے ہر ممکن طور پر احتیاط کرے کیونکہ نفس خبیث ہے اور گمراہ کن خواہشات تباہ کن میلانات اور ان لذتوں کا سرچشمہ ہے جو بندے اور قادر مطلق کے درمیان آڑ بن جاتی رہیں۔ جب تک روح بدن میں باقی ہے اس کی تباہی آفرینیوں سے مامون یعنی محفوظ رہنے کا کوئی راستہ نہیں۔

خواہ آدمی ابدال اور صدیقوں کے مقام پر پہنچ جائے اور خواہ موجودہ حالت گذشتہ حالت سے زیادہ سلامتی کی ہو اور نفس کی شرارت اور فریب کاریوں سے بہت کچھ امن کی ہو اور خیر غائب ہو، نور زیادہ ہو، ہدایت محقق ہو، توفیق شامل حال ہو اور اللہ کی جانب سے حفاظت موجود ہو، مگر گناہ سے معصوم ہونا ہماری خصوصیت نہیں بلکہ یہ تو صرف انبیائے کرام کے لئے مخصوص ہے۔ نبوت اور ولایت کا فرق اسی سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ریاکاروں اور شہرت پسندوں کو ڈرایا ہے۔ نفس کی نحوست اور فریب کاریوں سے متنبہ کیا ہے۔ نفس کی پیروی سے روکا ہے۔ مخالفت نفس کا حکم دیا ہے کبھی قرآن کریم میں اور کبھی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے۔

اس ماہ اقدس کی اگر یہ فضیلت ہے کہ اس میں اہل اسلام کے لئے نماز پنجگانہ فرض ہوئی تو اس کی یہ بھی فضیلت ہے کہ اسی ماہ حضور غوث پاکؓ سرکار کا وصال ہوا۔ اگرچہ تاریخ میں اختلاف ہے مگر اس بات پر سبھی کا اتفاق ہے کہ حضور غوث پاک سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال اسی ماہ میں ہوا تھا۔

آپ حسنی و حسینی سید تھے والد گرامی کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب کچھ یوں ہے کہ محی الدین عبدالقادر بن ابو صالح موسیٰ بن ابی عبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن

موسیٰ ثانی بن عبداللہ بن موسیٰ جون بن عبداللہ محض بن حسن مثنی بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب کچھ یوں ہے کہ محی الدین عبدالقادر بن ام الخیر فاطمہ بنت ابوعبداللہ صومعی بن ابو جمال بن محمد بن ابو طاہر بن عبداللہ بن ابو کمال بن موسیٰ بن ابوعلاء الدین بن محمد بن امام علی عریض بن امام جعفر صادقؓ بن امام باقرؓ بن امام زین العابدینؓ بن امام حسنؓ بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم۔

آپ کے نو فرزندان ذی شان تھے اور صاحبزادی، صاحبزادوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ۱۔ عبدالوہاب ،۲۔عبدالرزاق،۳۔عبدالجبار، ۴۔عبدالعزیز، ۵۔ عیسیٰ ، ۶۔ابراہیم، ۷۔عبداللہ، ۹۔موسیٰ، ۹۔یحییٰ۔

آپ کا شجرۂ طریقت یوں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، مرید شیخ ابوسعید مخزومی، مرید شیخ ابوالحسن عل ہنکاری، مرید شیخ ابوالفرح طرفوسی، مرید شیخ الواحد ابوالفضل، مرید حضرت جنید ابوالقاسم، مرید ابوبکر شبلی، مرید شیخ جنید بغدادی، مرید شیخ سری سقطی، مرید حسن بصری مرید حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم۔

آپ کے پاس ہمہ وقت لاتعداد عقیدت وصول فیض و برکت کے لئے حاضر رہا کرتے تھے۔ اسی سلسلہ میں ایک واقعہ اخبار الاخبار کے صفحہ نمبر 16 پر رقم ہے کہ ایک مرتبہ حضور غوث پاک سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے اردگرد موجود تھی کہ معاً آپ کو چھینک آئی۔ آپ نے جونہی الحمد للہ کہا تو ہر شخص نے یرحمک اللہ اور یرحم ربک کی آواز بلند کی۔

یہ آوازیں خلیفہء وقت المستنجد باللہ کے محل میں بھی سنائی دیں۔ اس نے اپنے کسی آدمی سے دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے تو اس نے بتلایا کہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھینک آئی تھی جس کے جواب میں لوگ بول رہے ہیں۔ اور دعائیہ کلمات ادا کر رہے ہیں۔ خلیفہ نے برملا کہا تو یہی تو اصلی حکومت ہے۔

اخبار الاخبار کے صفحہ نمبر 17 پر رقم ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ''پچیس سال تک ترک دنیا کئے ہوئے عراق کے جنگلوں اور میدانوں میں اس طرح پھرتا رہا کہ نہ میں کسی کو پہچانتا تھا اور نہ کوئی مجھے پہچانتا تھا۔ رجال الغیب اور جنات میرے پاس

آمدورفت رکھتے اور میں ان کو حق کی تعلیم دیا کرتا۔ اسی طرح چالیس سال تک میں نے فجر کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ ادا کی اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک قرآن کریم ختم کرتا رہا۔ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ایک ہاتھ سے دیوار کی کھونٹی پکڑ کر عبادت میں صبح کر دیا کرتا۔

آپ کا وعظ اس قدر پرتاثیر تھا کہ اس کو سننے کے لئے دور و نزدیک سے ہزاروں لوگ بے اختیار کھنچے چلے آتے تھے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مجلس میں پچاس ساٹھ ہزار افراد، رجال الغیب اور جنات کے علاوہ ہوا کرتے تھے۔ بہت سے لوگ اگر آپ کی مجلس میں اپنی جان گنواتے تھے تو لاتعداد لوگ نور اسلام سے مشرف بھی ہوتے تھے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے آپ کے دست اقدس پر بیعت توبہ کی اور لاتعداد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں آپ کے فیوض و برکات عطا فرمائے۔

گناہوں کی معافی کا مختصر مگر مجرب عمل

اگر کسی مرد و خاتون کی یہ خواہش ہو کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں اور نیکیوں میں اضافہ ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ اس ماہ مبارک کی یکم، پندرھویں اور انتیسویں تاریخ کو چار رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف پڑھنے کے بعد سورۂ اخلاص پانچ پانچ مرتبہ مع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔

ایسا عمل کرنے والے کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ایک ہزار گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ مگر بندے کو چاہئے کہ صدق دل سے یہ رکعتیں ادا کرے اور جب نماز ختم کرے تو دعا میں گریہ و زاری ضرور کرے اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔



جمادی الاول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ • اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَ الْعُلَمَاءَ بِالْعِلْمِ وَخَعَ عَلَيْهِمْ حُلَلَ الْمَهَابَةِ وَالْوَقَارِ وَرَفَعَ بِهٖ عَنْ قُلُوْبِهِمْ رَانَ الْغَفْلَةِ وَكَشَفَ لَهُمُ الْاَسْتَارَ نَحْمَدُ وَنَشْكُرُهٗ عَلٰی نِعَمِهِ الَّتِیْ مَلَأَتِ الْاَقْطَارِ. وَنَتُوْبُ اِلَيْهِ وَنَسْتَغْفِرُهٗ مِنْ جَمِيْعِ الْخَطَايَاوَ لَاوِزْرِ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً اعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ صَلَاةً وَسَلَامًا دَآئِمِيْنَ اِلٰی يَوْمَ الْقَرَارِ.

"حمد ہے اس اللہ کو کہ جس نے علماء کو علم کے ساتھ بزرگی وشرف عطا فرمائی اور مہابت اور وقار کی خلعتوں سے ان کو سرفراز کیا اور علم کے ساتھ ان کے دلوں سے غفلت کا زنگ دور کر دیا اور ان کے دلوں سے پردے اٹھا دیئے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور شکر بجالاتے ہیں اس کی ان نعمتوں پر جو ہمارے چاروں طرف ہیں اور ہم اس کی جناب میں توبہ کرتے ہیں اور تمام خطاؤں کی اور گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ ان پر اور ان کی آل واصحاب پر درود وسلام نازل فرما۔"

اسلامی تقویم کا یہ پانچواں مہینہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ

جب اس کا نام تجویز ہوا تو اس وقت ایسا سرد موسم تھا کہ پانی بھی جم جایا کرتا تھا۔ اسی ماہ مقدس کی آٹھویں تاریخ کو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم تولد ہوئے۔

ویسے تو اس ماہ میں بہت سے فضائل موجود ہیں مگر اس ماہ مقدس کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم پیدا ہوئے۔ بلاشبہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم ایک عظیم المرتبت ہستی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جس قدر قریبی تعلق آپ کو حاصل تھا وہ کسی دوسرے کو حاصل نہ ہو سکا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سگے چچا زاد تھے اور آپ کی پرورش آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہی نے فرمائی تھی۔ پیدا جب ہوئے تو آپ نے اس وقت چشمان مبارک نہیں کھولی تھی جب تک سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف نہیں لے آئے۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی علی، کنیت تھی ابوتراب اور ابوالحسن۔ آپ کے القاب بے حد وحساب ہیں جن میں حیدر، فاتح خیبر، اسد اللہ، سیف اللہ زبان زد عام ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسب یوں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

آپ ہی کا خاندان بیت اللہ شریف کا متولی ونگران تھا۔ ابھی آپ کی عمر سعید محض چار برس ہی تھی کہ آپ کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گھر لے گئے اور آپ کی پرورش اور تربیت فرمانے لگے۔ پھر جب آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کرنے کا اعلان فرمایا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب اعلان نبوت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور آپ نے قبول اسلام کا اعلان کیا تو آپ کی عمر تھوڑی تھی یعنی محض آٹھ دس برس تھی۔ یہ بندۂ ناچیز عرض گزار ہے کہ عقل اور فہم فراست کا تعلق عمروں سے نہیں بلکہ عطائے ربی سے ہوتا ہے۔ بات اگر عمر زیادہ ہونے کی ہوتی تو پھر ان لوگوں کو عقل کیوں نہ آئی جن کی عمریں بہت زیادہ ہو چکی تھیں۔ ان کو تو یہ سعادت حاصل ہی نہیں ہو پائی حتی کہ وہ مردود ہو کر قبروں میں چلے گئے۔

اصلی بات ہوتی ہے سعادت کی۔ تو فقیر عرض کرتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم

اللہ وجہہ کریم کی بھلے عمر آٹھ دس برس ہی رہی ہو گی مگر آپ کی ذہانت و فطانت تو بڑے سے بڑے عمر رسیدہ شخص سے بلاشبہ کروڑوں گنا بڑھ کر تھی۔ اسی لئے تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ ''علی کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔'' یہ سعادت بلاشبہ کسی بھی دوسرے صحابی کو حاصل نہ ہوئی۔

یہی نہیں بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم کی ذات اقدس کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کو سرد اور گرم موسم کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں یہ صورت حال تھی کہ موسم گرما میں آپ گرم ملبوس زیب تن فرماتے اور موسم سرما میں ٹھنڈے۔ یہ بھی فضیلت اور سعادت ایسی تھی کہ نہ آپ سے پہلے اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو حاصل ہوئی اور نہ ہو گی۔

سب سے بڑی فضیلت جو کہ متفقہ طور پر تمام مسالک بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم وہ واحد ہستی ہیں کہ جن کی ولادت اقدس خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔ یہ بھی ایسی سعادت و فضیلت ہے کہ نہ اس سے پہلے کسی کو حاصل ہوئی اور نہ ہی تا قیامت کسی اور کو ہو گی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی بھی سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تجویز فرمایا اور اپنا لعاب دہن آپ کے منہ اقدس میں ڈالا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم وہ واحد ہستی ہیں کہ جنہوں نے پیدا ہونے کے بعد اس وقت تک آنکھیں نہیں کھولی تھیں جب تک نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف نہیں لے آئے تھے۔ یعنی آپ نے سب سے پہلے آنکھیں کھول کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی زیارت بابرکات کی تھی۔

اب آپ خود غور فرمائیں کہ جو ہستی اپنی پیدائش کے چند گھنٹوں میں ہی دنیا کو یہ بتلا دے کہ اس کے لئے اول و آخر یہی ہستی باعث عزت و تکریم ہے تو بھلا اس کا عمل آٹھ دس برس کی عمر میں کیا ہوا ہو گا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کو یہ سعادت حاصل تھی کہ جب ہجرت کے لئے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے تو اس رات کو گھر میں بستر نبوت پر آپ ہی لیٹے رہے (اگرچہ مکان کو مشرکین نے گھیر رکھا تھا اور آپس میں یہ

طے کر کے آئے تھے کہ آج نعوذ باللہ، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کر دیں گے۔ یہ بھی ایسی سعادت و فضیلت تھی کہ نہ تو ان سے پہلے کسی کو حاصل ہوئی اور نہ ہی قیامت تک کسی کو ہو گی۔

ایک بہترین عمل

اس ماہ قدس میں عبادت کی بھی بہت بڑی فضیلت ہے۔ جواہر غیبی میں رقم ہے کہ اگر اس ماہ مقدس کی یکم تاریخ کی شب کو اچھی طرح پاکیزہ ہو کر چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھی جائے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو پڑھنے والے یا پڑھنے والی کے نامۂ اعمال میں نوے ہزار برس کی نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور نوے ہزار کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

بندۂ ناچیز عرض گزار ہے کہ اس ماہ مقدس کے چاند کو دیکھ کر اگر بوسیلہ جلیلہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم دعا مانگی جائے تو وہ ضرور بضرور پوری ہوتی ہے۔ ہاں مگر صدق نیت شرط اولین ہے۔ اس کے علاوہ اس ماہ مقدس میں درود شریف کے ورد کی بھی بہت بہت فضیلت ہے۔



جمادی الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِنُوْرِ الشُّھُوْدِ وَالْعِرْفَانِ وَزَیَّنَ اَرْوَاحَ الْمُحِبِّیْنَ بِجَوَاھِرِ الرَّحْمَۃِ وَ الْغُفْرَانِ وَاَضَاءَ اَسْرَارَ وَاصِلِیْنَ بِتَجَلِّیَاتِ الْحُضُوْرِ وَالْوِجْدَانِ وَطَیَّبَ اَرْوَاحَ الْمُقَرَّبِیْنَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَالْعَیَانِ

”تمام تعریف اللہ کریم کے لئے ہے جس نے عارفوں کے دل شہود اور عرفان کے نور سے منور کیئے اور اہل محبت کی ارواح کو رحمت اور غفران کے جواہر سے مزین کیا اور واصلوں کے اسرار حضور اور وجدان کی تجلیوں سے روشن کیے اور مقربوں کی ارواح کو قدس اور عیاں کی خوشبو سے معطر فرمایا۔“

جمادی الثانی کے فضائل

اسلامی تقویم کا چھٹا مہینہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب اس ماہ کا نام تجویز کیا جا رہا تھا تو اس وقت شدید سرد موسم جس میں پانی جم جایا کرتا تھا اس کا اخیر تھا چنانچہ اس کا نام جمادی الآخر رکھا گیا۔ عجائب المخلوقات صفحہ نمبر 45 پر رقم ہے کہ اس ماہ کی یکم تاریخ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لے کر حاضر ہوئے تھے جبکہ قاضی محمد سلیمان، سلمان، منصور پوری، رحمۃ العالمین کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر 56 پر رقم کرتے ہیں کہ پہلی وحی 9 ربیع الثانی بمطابق 12 فروری 610ء کو بروز پیر نازل ہوئی تھی۔

اسی ماہ میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتوح البلدان کے مطابق ہجرت نبوی سے چالیس برس قبل پیدا ہوئے۔آپ کی ولادت اور بچپن کے حالات کے متعلق تاریخی شواہد بالکل ناپید ہیں۔آپ کے بچپن اور جوانی کے ایام قریش کے عام لوگوں کی طرح ہی گزرے۔مگر یہ ضرور ہوا کہ جب عہد شباب میں پہنچے تو آپ نے شرفائے عرب کے پسندیدہ مشاغل مثلاً نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی اور خطابت کو اپنایا ۔ان میں خاص طور پر آپ نے شہسواری اور پہلوانی میں کمال حاصل کیا۔

یہی نہیں بلکہ آپ عرب کے ان گنے چنے افراد میں شامل تھے کہ جنہیں لکھنا اور پڑھنا آتا تھا۔علامہ بلانوزی کے مطابق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت قبیلہ قریش میں صرف سترہ پڑھے لکھے لوگ موجود تھے جن میں ایک سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سفارت کی ذمہ داری بھی آپ کو قبل از اسلام سونپی ہوئی تھی۔

ظہور اسلام کے وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر سعید تقریباً 21 برس تھی۔ آپ کو مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے مسلمان ہونے کی دعا رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں کی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ چالیسویں مسلمان تھے۔

بلاشبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبول اسلام تاریخ اسلام میں ایک انتہائی اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔اگر آپ کے قبول اسلام نے مظلوم مسلمانوں کو تقویت دی تو مشرکین کی راتوں کی نیندیں بھی حرام ہوگئیں کیونکہ ان کا ایک نڈر دلیر اور صاحب حیثیت آدمی ان سے نا صرف یہ کہ جدا ہوگیا تھا بلکہ ان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کی مانند آن کھڑا ہوگیا۔

محمد حسین ہیکل نے ایک روایت اپنی کتاب 'عمر فاروق اعظم' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ 'حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے بعد قریش کے سب سے بڑے باتونی اور ڈھنڈورچی جمیل بن معمر الجمعی کے پاس پہنچے اور کہا اے جمیل! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔وہ ایک لفظ کہے بغیر

اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چل پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔
جمیل نے حرم کے دروازے پر کھڑے ہو کر چلا چلا کر کہا کہ اے گروہ قریش! تمہیں معلوم ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے دین ہو گیا ہے۔ ابھی اس نے یہی کہا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکار کر فرمایا کہ یہ بکتا ہے، میں تو اسلام لایا ہوں۔ یہ سنتے ہی قریش بھڑک اٹھے اور آپ سے جھگڑنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ کر لو جو تمہارا دل کرتا ہے۔ یہ سن کر تمام لوگ تتر بتر ہو گئے۔

یہی نہیں بلکہ آپ نے جب ہجرت کی تو وہ بھی ایسی فقید المثال کہ دوسری کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ نے جب مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کے ساتھ آپ کے بیس ساتھی بھی تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھی پہلے تو خوب مسلح ہوئے پھر مشرکین کے مجموں کے سامنے سے گزرتے ہوئے خانہ کعبہ میں جا پہنچے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے بلند آواز سے پکار کر ارشاد فرمایا کہ ''اگر کسی کی یہ خواہش ہو کہ اس کی ماں اس سے محروم ہو جائے یا اس کی بیوی بیوہ ہو جائے یا اس کے بچے یتیم ہو جائیں تو وہ اس وادی کے پار میرے مقابل آئے۔''

ایسی دلیری اور بے خوفی تاریخ عالم میں بہت ہی کم دکھائی دیتی ہے۔ اسی لئے ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ شیطان بھی عمر سے خوف کھاتا ہے۔

بلاشبہ یہی دلیری اور بے خوفی ہمیں آپ کے دور خلافت میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ آپ کے دور حکومت میں جس قدر فتوحات ہوئیں اس قدر پھر کبھی نہ ہو سکیں۔ آپ کے دلیرانہ فیصلوں کی گونج آج بھی یورپ میں سنائی دے رہی ہے اور انہی اصولوں پر غیر مسلم اقوام نے اپنی قوموں کو سنوارا ہے۔ آپ کے اقدامات کا مختصر خاکہ کچھ یوں ہے کہ آپ نے سب سے پہلے مجلس شوریٰ کا نظام قائم کیا، صوبائی حکومتیں قائم کیں، حکومتی سطح پر جج تعینات کیے، ہر علاقہ کی فوج کا انچارج مقرر کیا، سرکاری خزانہ کا نگران اعلیٰ مقرر کیا، اضلاع کا نظم و نسق قائم کیا، امیران حکومت کے احتساب کا نظام متعارف کرایا، صیغہ عدالت متعارف کروایا، محکمہ افتاء یعنی فتوے دینے والا یا قانون بنانے والا ادارہ قائم کیا، پولیس کا محکمہ قائم کیا، جیل خانہ جات قائم کیے، بندوبست مالگذاری کا نظام متعارف کروایا، آبپاشی کا

محکمہ قائم کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ باقاعدہ سن ہجری کا اجراء کیا۔

26 ذوالحجہ 23 ہجری بمطابق 644ء میں آپ کو ایک مجوسی غلام فیروز لولو نے نماز فجر کے دوران خنجر سے شدید زخمی کر دیا جس کے نتیجہ میں آپ شہید ہو گئے۔

اس ماہ مقدس میں سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ اول شب میں بارہ رکعت نوافل ادا کیا کرتے تھے جن میں کوئی مخصوص سورۂ مبارکہ کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ یعنی جب چاند دکھائی دیتا تو آپ بعدازاں نماز عشاء یا پھر ذرا رات گہری ہوتی تو ان رکعتوں کو ادا فرمایا کرتے تھے۔

اس ماہ مقدس میں بزرگوں کا کہنا ہے کہ اگر یکم تاریخ کو دن یا رات میں چار نوافل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص کو تیرہ مرتبہ پڑھے تو ایسے مرد یا ایسی عورت کے نامۂ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اتنے ہی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔



رجب المرجب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَوَحَّدَ بِالْعِزِّ وَالْجَلَالِ وَتَفَرَّدَ بِالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ لَهُ الذَّاتُ الدَّائِمُ لَا يَبْقٰى اِلَّا وَجْهُهٗ وَلَهُ الْمُلْكُ الْقَائِمُ لَايَدُوْمُ اِلَّا حُكْمُهٗ

''تمام تعریف اس اللہ کریم کے لئے کہ جو عزت و جلال کے ساتھ یکتا اور قدرت و کمال کے ساتھ فرد ہے۔ اسی کی ذات اقدس ہمیشہ رہنے والی ہے۔ کوئی شے اس کے سوا باقی نہیں رہے گی اور اسی کے لئے ملک قائم و دائم ہے۔ کوئی بھی حکم قائم نہیں رہے گا مگر صرف اس کا حکم۔''

رجب کے فضائل

اللہ رب العزت کا کلام اللہ شریف میں ارشاد عالیشان ہے کہ:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۔

''جس روز اللہ کریم علیم و خبیر نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اسی روز سے کتاب اللہ شریف میں مہینوں کی تعداد بارہ (مقرر کی گئی) ہے۔ جن میں سے چار حرمت کے مہینے ہیں۔''

حرمت کے چار مہینے ہیں۔

۱۔ رجب

۲۔ ذیقعد

۳۔ ذی الحجہ

۴۔ محرم الحرام

ان چار مہینوں کو حرمت والے مہینے قرار دینے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان چار مہینوں میں اہل اسلام مشرکین سے جنگ و قتال نہ کریں ہاں اگر وہ خود ایسی کوشش کریں تو پھر ان سے خوب جنگ کرو۔

ان چار مہینوں میں رجب پہلا حرمت والا مہینے ہے۔ رجب دراصل اسم مشتق ہے اور اس کا اشتقاق لفظ ''ترجیب'' سے ہے جس کا معنی تعظیم ہے۔ عربی زبان میں ایک محاورہ بھی بولا جاتا ہے کہ ''رجیب ھذا الشھر.'' یعنی میں نے اس مہینہ کی تعظیم کی۔

اس سلسلہ میں بعض بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ ''ترجیب کا معنی ہوتا ہے کھجور کے خوشوں پر کانٹوں کو رکھ کر ان کی حفاظت کرنا تا کہ ان کو کوئی لے نہ اڑے اور یا اس لئے کہ وہ زمین پر گر کر بکھر نہ جائیں۔ اسی طرح بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ ترجیب کا معنی ہے کہ کھجور کے پھل دار درخت کو ٹیک لگا کر اس کو جھکنے سے بچانا۔ مگر بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ رجبت الیشیٰ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ میں نے اس کو ڈرایا۔

رجبت کے معنی آمادہ ہونے یا تیار ہونے کے بھی بتلائے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اِنَّہٗ لَیُرَجَّبُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرٌ لِشَعْبَانَ. یعنی رجب کے مہینہ میں شعبان کے لئے خوب زر کثیر کی تیاری کی جاتی ہے بعض بزرگوں کے خیال میں ترجیب کے معنی دراصل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تکرار، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار ہیں۔

یہ تو انسانوں کی بات تھی مگر بعض بزرگوں کا بیان ہے کہ اس ماہ میں فرشتے بھی تسبیح و تحمید اور تقدیس کی کثرت کرتے ہیں۔ اسی مہینہ کو شہر رجم یعنی شیطانوں کو سنگسار کرنے کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے تا کہ شیطان مسلمانوں کو گزند نہ پہنچا سکیں۔ حضرت غوث پاک سرکار علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی ہے کہ رجب کے تین حروف یعنی ر۔ ج۔ ب سے مراد ہے کہ ر سے رحمت اللہ کی۔ ج سے جواد اللہ اور ب سے بر اللہ کی۔ پس اس مہینہ کے شروع سے لے کر آخر تک اللہ کریم کی طرف سے بندوں کو تین طرح کی بخششیں عطا ہوتی ہیں یعنی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ بغیر عذاب کے، جود

حاصل ہوتا ہے بغیر بخل کے اور کرم حاصل ہوتا ہے بغیر ظلم کے۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رجب کی دو صفات بیان فرمائی ہیں اور ان کو دو صفات سے مقید فرمایا ہے۔ اول تو رجب کو ''مضر'' فرمایا کیونکہ قبائل مضر، رجب کی تعظیم وتکریم اور حرمت پر زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ دوم جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہونے کی صراحت فرمائی۔ کیونکہ تقویم تاخیر کا آپ کو اندیشہ تھا۔ جس طرح محرم الحرام کی حرمت کو ماہ صفر سے بدل دیا گیا تھا۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ رجب مضر فرمایا اور جمادی الثانی و شعبان کے درمیان ہونے کے ساتھ مقید فرما دیا اور اس کی حرمت کو دوام بخشا اور پختہ فرما دیا۔

بعض لوگوں نے رجب کو مضر کہنے کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ بعض کافروں نے اس مہینہ میں کسی قبیلہ کے لئے بددعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس بددعا کی وجہ سے اس قبیلہ کو تباہ کر دیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ اس مہینہ میں ظالموں اور ستمگاروں کے لئے کی گئی بددعا قبول ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اہل جاہلیت بددعا فوراً نہیں کرتے تھے بلکہ رجب کا مہینہ آ جاتا تو ظالموں کو بددعا دیتے اور بددعا ناکامیاب نہیں لوٹتی تھی۔

حضرت غوث پاک سرکار علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار ہونے کا حکم عطا فرمایا۔ یہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے منتخب ساتھیوں کو لے کر چھ ماہ تک پانی پر گھومتی رہی۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ کا بیان ہے کہ ماہ رجب میں کشتی میں سوار ہونے کا اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے رجب کے روزے رکھے اور اپنے امتیوں کو بھی روزے رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اور آپ علیہ السلام کے ساتھیوں یعنی امتیوں کو اس طوفان سے محفوظ رکھا اور زمین کو شرک و ظلم سے پاک کر دیا۔

حضرت سہلؓ بن سعد روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سنو! رجب حرمت کے مہینوں میں سے ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں اس کے روزے رکھے تھے اور ساتھیوں کو روزے رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور ڈوبنے سے محفوظ رکھا اور طوفان کے ذریعہ سے زمین کو کفر و

معصیت سے پاک کر دیا۔

ماہ رجب کو "اصم" کہنے کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ مومن کے ظلم اور ذلت کو سننے سے یہ مہینہ بہتر ہے اور مومن کی بزرگی اور شرف کو خوب سنتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومن کے ظلم اور ذلت کے تذکرے کو سننے سے اس مہینہ کو بہتر بنا دیا ہے تاکہ قیامت کے روز مومن کے ظلم اور ذلیل ہونے کی شہادت یہ نہ دے سکے بلکہ مومن کی فضیلت اور حسن کردار کا تذکرہ جو اس نے سنا ہو اس کی شہادت قیامت کے روز دے۔

اس مہینہ میں روزوں کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آسمان و زمین کی پیدائش کے دن سے ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی حسب اندراج کتاب اللہ بارہ مہینے ہے۔ جن میں سے چار حرمت والے ہیں ایک رجب جس کو اللہ کے رحم کا مہینہ کہا جاتا ہے اور تین دوسرے پے در پے آتے ہیں۔ یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم الحرام مگر رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ۔ جو شخص ایمان رکھتے ہوئے بامید ثواب رجب کے ایک دن کا روزہ رکھے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی رضامندی کا مستحق ہو جائے گا۔ جو دو دن رکھے گا اس کو دوگنا ثواب حاصل ہوگا اور ہر حصہ دنیا کے پہاڑوں کے برابر ہوگا۔

جو رجب کے تین روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک سال کی مسافت کے بقدر طویل خندق حائل فرما دے گا۔ جو رجب کے چار روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو امراض جنون، جذام اور برص سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے گا۔ جو رجب کے پانچ روزے رکھے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ جو چھ روزے رکھے گا اس کا چہرہ قبر سے نکلتے وقت چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن ہوگا۔ جو سات روزے رکھے گا تو جہنم کے سات کے سات دروازے اس پر بند کر دیئے جائیں گے۔

جو رجب کے آٹھ روزے رکھے گا اس پر جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ جو نو رکھے گا وہ کلمہ طیبہ پکارتا ہوا قبر سے باہر آئے گا اور اس کا رخ جنت کی طرف سے نہیں پھیرا جائے گا۔ جو دس رکھے گا، اللہ تعالیٰ پل صراط کے ہر میل پر

ایک بستر کروا دے گا جس پر وہ آرام کرے گا۔ جو گیارہ رکھے گا قیامت کے دن اس سے افضل کوئی بھی دکھائی نہ دے گا۔ سوائے اس کے کہ جس نے اس کے برابر یا اس سے زائد روزے رکھے ہوں گے۔ جو بارہ رکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز دو خلعتیں پہنائے گا کہ ایک خلعت بھی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہو گا۔

جو رجب کے تیرہ روزے رکھے گا قیامت کے روز عرش کے سایہ میں اس کے لئے ایک خوان لگایا جائے گا وہ اس میں سے جو کچھ بھی چاہے گا کھائے گا اور یہ وقت وہ ہو گا کہ اور لوگ سخت مصیبت میں پڑے ہوں گے۔ جو چودہ روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی نعمتیں عطا فرمائے گا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی نہ سنی نہ کسی کے دل میں ان کا تصور گزرا ہو گا۔ جو پندرہ رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس بے خوف لوگوں کے مقام پر کھڑا کرے گا جو بھی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل اس کی طرف سے گزرے گا وہ اس سے کہے گا تیرے لئے خوشی ہو کہ تو آمنین میں سے ہے۔

حضور غوث پاک سرکار علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہم سے امام ہبۃ اللہؒ نے اپنی اسناد سے بروایت یونس از حسنؓ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رجب کا ایک روزہ رکھا اس کے ایک روزہ کو تیس سال کے روزوں کے مساوی قرار دیا جائے گا۔"

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کسی نے رجب کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تم نے ایسے مہینہ کی بابت پوچھا ہے جس کی جاہلیت کے زمانہ میں بھی اہل جاہلیت تعظیم کیا کرتے تھے اور اسلام نے تو اس کی عظمت و فضیلت میں حد درجہ اضافہ کر دیا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ماہ رجب میں جو کہ اللہ تعالیٰ کا اہم مہینہ ہے، جو شخص کسی مومن کی سختی دور کرے گا تو اللہ کریم اس کو فردوس میں بقدر رسائی نظر قصر عنایت فرمائے گا۔ خوب سن لو کہ رجب کی عزت کرو گے تو اللہ کریم غفور الرحیم تمہیں ہزاروں عزتیں عطا فرمائے گا۔

حضرت عقبہؓ بن سلامہ بن القیس نے مرفوعاً بیان فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رجب کے مہینہ میں خیرات کرے گا اللہ تعالیٰ

اس کو دوزخ سے اتنی دور کر دے گا جتنی دور کہ کوا بچپن میں اپنے آشیانہ سے نکل کر ہوا میں اڑے اور بوڑھا ہونے تک اڑتا ہی رہے۔ یہاں تک کہ مر جائے۔ کہا گیا ہے کہ کوا پانچسو برس تک جیتا ہے گویا کہ اگر پانچ سو برس تک برابر اڑتا رہے تو مقام آغاز سے جتنی دور پہنچے گا، اللہ تعالیٰ ماہ رجب میں خیرات کرنے والے کو دوزخ سے اتنا ہی دور کر دے گا۔

حضرت موسیٰ بن عمران کہتے ہیں کہ میں نے خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک دریا ہے جس کو رجب کہا جاتا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ جو رجب کا ایک روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس دریا کا پانی اسے پلائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک ہی کا ارشاد عالیشان ہے کہ جنت میں ایک محل ہے جس میں رجب کے روزہ داروں کے علاوہ کوئی نہیں جائے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ماہ رجب کے تین دنوں کے روزے رکھے یعنی جمعرات کا جمعہ اور ہفتہ کے تو اس کے لئے نو سو برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ رجب مصیبتوں یعنی گناہوں کو ترک کرنے کے لئے ہے، شعبان اعمال پر طاعت کرنے کے لئے اور رمضان المبارک عزت بخشیوں کے انتظار کے لئے جس نے گناہ نہ چھوڑے اور طاعت کے کام نہ کیئے اور عزت بخشیوں کا امیدوار نہ ہوا وہ یقیناً بے ہودہ اور مبتلائے خرافات ہے۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ ہی کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ رجب کھیت میں بیج بونے کا مہینہ ہے، شعبان پانی سینچنے کا اور رمضان المبارک فصل کاٹنے کا مہینہ ہے۔ اور ہر شخص وہی کاٹے گا جو اس نے بویا ہو گا۔ جس نے کچھ نہیں بویا ہو گا وہ کاٹنے کے دن حد درجہ افسوس کرے گا۔ اس کا گمان خلاف واقعہ ثابت ہو گا اور اسی کے ساتھ اس کا انجام برا ہو گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ جس نے رجب کا ایک روزہ رکھا اس

نے گویا ہزار برس کے روزے رکھے اور ہزار غلام آزاد کئے اور جس نے ماہ رجب میں کچھ بھی خیرات کیا تو اس نے گویا ہزار دینار خیرات کئے۔ اللہ کریم اس کے لئے بدن کے ہر ہر بال کے برابر نیکیاں بخش دے گا اور ہزار درجے بلند کرے گا۔ اور ہزار گناہ معاف فرما دے گا اور ہر روز کے روزے اور ہر روز کی خیرات کے مقابلہ میں ہزار حج اور ہزار عمرے لکھے گا اور اس کے لئے جنت کے اندر ہزار مکان اور ہزار کوٹھیاں اور کمرے بھی ہزار ہوں گے، ہر کمرہ میں ہزار خیمے اور ہر خیمہ میں سورج سے ہزار گنا بڑھ کر حوریں ہوں گی۔

اس مہینہ میں عبادت کی فضیلت

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جو کہ اموی خلیفہ تھے نے حجاج بن ارطاق یا عدی بن ارطاق حاکم بصرہ کو حکما لکھا کہ سال بھر میں چار راتوں کو خصوصی طور پر عبادت کا التزام و اہتمام رکھو کیونکہ ان میں اللہ کریم اپنی رحمت کے دریا بہاتا ہے۔ رجب کی پہلی رات، پندرہ رجب کی رات، ستائیس رمضان المبارک کی رات اور عیدالفطر کی رات۔

حضرت خالدؓ بن معدان نے ارشاد فرمایا کہ سال بھر میں پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جو بھی ان کے مقررہ ثواب کی امید کر کے اور مقررہ وعدہ کی تصدیق کر کے ان میں عبادت کرے تو اللہ رب العزت اس کو ضرور جنت الفردوس میں داخل کرے گا۔ وہ یہ ہیں کہ رجب کی پہلی رات اور پہلا دن، رات بھر نماز پڑھے اور دن کو روزہ رکھے۔ دونوں عیدین کی راتیں جن میں عبادت تو کرے مگر دن میں روزے نہ رکھے۔ نصف شعبان کی رات اور دن۔ رات میں نماز پڑھے اور دن میں روزہ رکھے۔ اسی طرح عاشورہ کی رات کو عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھے۔

ہمارے ہاں عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ رات بھر سوتے رہتے ہیں اور دن کو روزہ رکھ لیتے ہیں مگر بزرگان دین کا ارشاد یہ ہے کہ رات کو عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھیں۔ بعض بزرگوں نے عبادت کرنے والی مستحب راتوں کو جمع فرمایا ہے ان کی کل تعداد ان کے نزدیک 14 ہے۔ تفصیل ان کی کچھ یوں ہے کہ محرم الحرام کی پہلی رات، عاشورہ کی پہلی، رجب کی پہلی رات، رجب کی پندرھویں رات، ستائیس رجب کی رات، نصف شعبان کی رات، عرفہ کی رات، دونوں عیدوں کی رات، رمضان المبارک کے عشرہ

میں پانچ طاق راتیں یعنی 21,23,25,27,29۔

اسی طرح بزرگوں نے ان ایام کے بارے میں بھی بعد از تحقیق بیان فرمایا ہے کہ جن میں عبادات اور وظائب مستحب ہیں۔ اس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ عرفہ کا دن، عاشورہ کا دن، نصف شعبان کا دن، جمعۃ المبارک کا دن، دونوں عیدوں کے دن اور ایام معلومات یعنی ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن اور ایام معدودات یعنی ایام تشریق۔ ان سب میں سب سے زیادہ تاکید روز جمعہ کی اور ماہ رمضان کی بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر جمعہ کے روز کوئی گناہوں سے بچا رہا تو ہفتہ کے باقی ایام بھی بچا رہے گا اسی طرح اگر ماہ رمضان میں بچا رہا تو پورا سال بچا رہے گا۔

حضرت امام ہبۃ اللہ بن مبارک سقطی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان فرمایا کہ رجب کا چاند حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ اے سلمان! اگر اس مہینہ میں کوئی مومن مرد یا عورت تیس رکعتیں نماز اس ترکیب سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد تین مرتبہ اور قل یاایھا الکافرون تین مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔اور اس کو پورے مہینہ کے روزے رکھنے والے کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

اس کا آئندہ سال تک نماز پڑھنے والوں میں شمار کرے گا یعنی سال بھر کی نمازوں کا ثواب ملے گا اور شہید بدر کے عمل کے برابر روزانہ اس کے عمل کو بلند فرمائے گا۔ اور ہر دن کے روزہ کے عوض سال بھر کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا اور اس کے ہزار درجات بلند کئے جائیں گے۔

اگر اس نے پورے مہینہ کے روزے رکھے اور یہی نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے بچا لے گا اور اس کے لئے جنت لازم کر دے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچ جائے گا۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے اس کی اطلاع دی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا تھا کہ یہ آپ کے اور مشرکوں اور منافقوں کے درمیان فرق پیدا کرنے والی نشانی ہے۔ منافق یہ نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتائیے کہ میں یہ نماز کس طرح اور کب پڑھوں۔ فرمایا سلمان ! شروع ماہ میں دس رکعتیں پڑھو۔ ہر رکعت میں الحمد شریف ایک بار سورہ قل ھو اللہ احد تین مرتبہ سورۃ قل یاایھا الکافرون تین مرتبہ پڑھو۔ جب سلام پھیر چکو تو ہاتھوں کو اٹھا کر پڑھو۔

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی کی حکومت ہے۔ وہی حمد کے لائق ہے۔ وہی زندگی عطا فرماتا ہے اور موت دیتا ہے۔ وہی صاحب حیات ہے۔ اسی کے ہاتھ میں ہر خیر ہے اور وہی سب کچھ کرسکتا ہے۔ الٰہی جو چیز تو عطا فرمائے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو نہ دے تو کوئی دینے والا نہیں اور کسی مقدرت والے کو تجھ سے اس کی مقدرت بچا نہیں سکتی۔''

یہ پڑھ کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔

پھر وسط ماہ میں دس رکعتیں اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور سورۂ کافرون تین مرتبہ پڑھے۔ جب سلام پھیر لو تو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پڑھو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِلٰـھًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِتْرًا اَلَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَّلَا وَلَدًا

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی کا

اقتدار ہے وہی تعریف کے لائق ہے۔ وہی زندگی عطا فرماتا ہے اور
وہی موت دیتا ہے۔ وہی زندہ اور لافانی ہے۔ اسی کے دست قدرت
میں ہر بھلائی ہے۔ اسی کے قابو میں سب کچھ ہے۔ معبود اکیلا، تنہا،
بے پرواہ، بے جوڑ، نہ اس کی بیوی ہے نہ اولاد۔''

یہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرے۔ پھر مہینہ کے آخر میں دس رکعتیں پڑھو اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون تین تین بار پڑھو۔ جب سلام پھیر لو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر پڑھو۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ
يُـحْيِـىْ وَيُـمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَىْءٍ قَـدِيْـرٌ وَصَلَّـى اللّٰـــهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِـهٖ
الطَّاهِرِيْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا تمام ملک ہے اسی کے لئے
تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔ اسی کے ہاتھوں میں
ہر بھلائی ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی رحمت ہو ہمارے آقا محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔ عظمت اور اونچے
مرتبہ والے۔ اللہ کے بغیر نہ کسی میں کوئی قوت ہے نہ حال کو پلٹنے کی
طاقت۔''

اس کے بعد اپنی مراد و مانگو تمہاری دعا پوری ہوگی۔ تمہارے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ ستر خندقیں حائل کر دے گا۔ ہر خندق اتنی وسیع ہوگی جیسے آسمان سے زمین کا فاصلہ اور ہر رکعت کے عوض تمہارے لئے ہزار در ہزار یعنی دس لاکھ رکعتیں لکھ دی جائیں گی۔ دوزخ سے آزادی اور پل صراط سے بلا خطر عبور تمہارے لئے مقدر کر دیا جائے گا۔''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرما چکے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے روتا ہوا سجدہ میں گر پڑا۔

حضرت امام ہبۃ اللہ سقطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا اور رمضان المبارک میری امت کا مہینہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ارشاد فرمایا کہ اس میں خصوصی مغفرت ہوتی ہے۔ اس میں جانوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اسی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کی توبہ قبول فرمائی۔ اسی میں اپنے دوستوں کو دشمنوں کے ہاتھوں سے رہائی دلائی۔ جو اس میں روزے رکھے گا اس کے تین حق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جائیں گے یعنی گذشتہ گناہوں سے معافی، آئندہ عمر میں ہونے والے گناہوں سے نگہداشت اور تیسرا یہ کہ بڑی پیشی کے دن یعنی یوم محشر کو پیاسا رہنے کا اندیشہ نہ رہے گا۔ ایک ضعیف بوڑھے نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! میں تو پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھ سکتا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اول تاریخ اور وسطی تاریخ اور آخری تاریخ کا روزہ رکھ لیا کرو تم کو پورے مہینے کے روزے رکھنے والوں کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ مگر رجب کے اول جمعہ کی رات کی عبادت سے غافل نہ رہنا۔ یہ وہی رات ہے کہ جس کو ملائکہ شب غائب کہتے ہیں۔ جب اول جمعہ کی تہائی رات گذر جاتی ہے تو تمام آسمانوں اور زمینوں میں کوئی فرشتہ نہیں بچتا کہ کعبہ اور اطراف کعبہ میں جمع نہ ہو جائیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ پر کسی قدر جلوہ فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے ملائکہ مجھ سے جو چاہو مانگو۔ ملائکہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارا مقصود یہ ہے کہ تو رجب کے روزہ داروں کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ایسا کر دیا۔

اس کے بعد رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھے گا پھر روزہ افطار کرنے کے بعد یعنی شب جمعہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھے گا اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ القدر اور سورۂ اخلاص بارہ بارہ مرتبہ پڑھے جب سلام پھیر لو یعنی چھ مرتبہ نیت کر

کے بارہ رکعتیں ادا کرے۔

تمام رکعتیں ادا کرنے کے بعد مجھ پر 70 مرتبہ درود پڑھے اور یوں کہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

پھر ایک سجدہ کرے اور سجدہ میں 70 مرتبہ کہے

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ

پھر سجدہ سے سر اٹھا کر 70 مرتبہ کہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْاَعْظَمُ

پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس سجدہ میں بھی حسب سابق کہے۔ اب حالت سجدہ میں ہی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنی حاجت بیان کرے۔اس کی حاجت ضروری پوری ہو گی۔

رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جو بھی مرد ہو یا عورت اس نماز کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا خواہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں، پہاڑوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ قیامت کے روز اس کی شفاعت سات سو گھر والوں کے لئے قبول کی جائے گی، قبر کی پہلی رات میں اس نماز کا ثواب شگفتہ چہرے اور فصیح زبان کے ساتھ اس کے سامنے آئے گا اور اس سے کہے گا میرے پیارے تجھے بشارت ہو، ہر مصیبت سے تجھے نجات مل گئی۔ یہ شخص کہے گا تو کون ہے۔ خدا کی قسم میں نے تیری شکل سے زیادہ حسین شکل کسی آدمی کی نہیں دیکھی۔ نہ تیرے کلام سے زیادہ شیریں کلام کوئی سنا، نہ تیری خوشبو سے زیادہ پاکیزہ خوشبو سونگھی۔

ثواب کہے گا میرے پیارے میں تیری اس نماز کا ثواب ہوں جو تو نے فلاں رات کو فلاں مہینہ میں اور فلاں سال میں پڑھی تھی۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تیری حاجت پوری کروں۔ تنہائی میں تیرا مونس بنوں اور تیری گھبراہٹ کو دور کروں۔ جب صور اسرافیل پھونکا جائے گا تو میدان قیامت میں تیرے سر پر سایہ بن کر رہوں گا۔ تجھے بشارت ہو، اپنے مولا کی طرف سے کبھی تو خیر سے محروم نہ ہو گا۔

رجب کے روزہ کی فضیلت

حضرت شیخ ہبۃ اللہ سقطی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ستائیس رجب کا روزہ رکھا اس کے لئے چھ ماہ کے روزے لکھے جائیں گے اور اسی روز حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغمبری لے کر نازل ہوئے تھے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ ستائیس رجب کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح سے ہی مسجد میں معتکف ہو جایا کرتے تھے اور ظہر تک نماز میں مشغول رہتے۔ ظہر کے وقت ہی نوافل پڑھ کر چار رکعتیں پڑھتے جن کے اندر ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک ایک بار سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھتے اور تین بار سورۂ القدر پڑھتے اور سورۂ اخلاص 50 بار پڑھتے تھے اور پھر عصر کے وقت مسلسل دعا میں مصروف رہتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی آج کے دن ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رجب میں ایک دن اور ایک رات ہے۔ اگر اسی دن کا کوئی روزہ رکھے اور اس رات کو عبادت کرے تو اس کو سو برس روزے رکھنے اور سو برس کی راتوں کی عبادت کرنے والے کا ثواب ملے گا۔ یہ دن رات 27 رجب کا ہے۔ اسی تاریخ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبوت عطا ہوئی تھی۔



شعبان المعظم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ • اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَّصِفِ بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ الْمُفَضِّلِ عَلَى الْعِبَادِ بِجَزِيْلِ الشَّوَالِ وَجَمِيْلِ الْاَ فْضَالِ. نَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا اَنْعَمَ عَلَيْنَا مِنْ نِعَمٍ لَا تُحْصٰى اَعْدَادُ هَا وَ نَشْكُرُهٗ عَلٰى مَا اَكْرَمَ عَلَيْنَا مِنْ آ لَاءٍ لَا تُعَدُّ اَفْرَادُهَا

''تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو تمام کمال و صفات کے ساتھ متصف ہے اور فضل و بخشش کرنے والا ہے بندوں پر پورے افضال و عنایات کے ساتھ۔ ہم اس کی حمد بجا لاتے ہیں اور اس کی نعمتوں پر جن کا شمار کرنا ممکن نہیں اور ہم اس کا بھی شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے اپنے بے شمار عطیوں کے ساتھ ہم کو بزرگی و عزت عطا فرمائی۔''

شعبان کی فضیلت

حضرت ابونصر علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شعبان کے روزے رکھتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب کوئی دن ناغہ نہیں کریں گے اور ناغہ جب کرتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب اس ماہ میں روزہ نہیں رکھیں گے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ سوائے رمضان المبارک کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ آپ نے شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں روزے رکھے ہوں۔ یہ حدیث مستند ہے اس کو امام

بخاری نے حضرت عبداللہ بن یوسف از مالک کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حضرت ابونصر علیہ الرحمۃ نے اپنے والد گرامی کی اسناد سے بروایت حضرت عطاء بن یسار، ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شعبان کے علاوہ کسی بھی مہینہ میں اتنے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے جتنے رمضان المبارک میں رکھتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرنے والوں کے نام شعبان میں زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ آدمی سفر کرتا ہے حالانکہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل الصیام یعنی تمام روزوں سے افضل روزہ کے متعلق جب دریافت کیا گیا تو ارشاد عالیشان ہوا کہ رمضان المبارک کی تعظیم کے لئے شعبان کا روزہ رکھنا۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا محبوب ترین مہینہ شعبان کا مہینہ تھا کہ آپ اس کے روزوں کو رمضان المبارک سے ملا دیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شعبان کے آخری دوشنبہ کا روزہ رکھے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ لفظ آخری سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مراد آخری دوشنبہ ہی ہے یعنی پیر کا روزہ۔ اس سے شعبان کی آخری تاریخ مراد نہیں ہے کیونکہ رمضان المبارک سے ایک دو روز پہلے اس شخص کے لئے جو کہ مسلسل روزے نہ رکھ رہا ہو ویسے ہی ممنوع ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک کی روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ ماہ شعبان کو شعبان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کے لئے اس سے خیر کثیر پھوٹ کر نکلتی ہے اور رمضان المبارک کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر بھسم کر ڈالتا ہے۔ یاد رہے کہ رمض کا معنی ہے جلا ڈالنا۔

حضور غوث الاعظم سرکار علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کریم عزوجل نے ہر

چیز میں سے چار کا انتخاب فرمایا ہے۔ پھر چار میں سے ایک کو چن لیا۔ ملائکہ میں سے چار کا انتخاب کیا، جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، اور عزرائیل علیہم السلام۔ پھر چاروں میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو چن لیا۔ انبیاء میں سے چار کا انتخاب کیا، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد (علیہم السلام)، پھر ان چاروں میں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو چن لیا۔ صحابہ کرام میں سے چار کا انتخاب کیا، ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضوان اللہ عنہم اجمعین، پھر ان چاروں میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چن لیا۔

مسجدوں میں چار مسجدوں کا انتخاب کیا، مسجد الحرام (خانہ کعبہ) مسجد اقصیٰ (بیت المقدس کی مسجد انبیا، مدینہ شریف کی مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد طور۔ پھر ان چاروں میں سے کعبہ شریف کو چن لیا۔ ایام میں سے چار ایام کو منتخب کیا، روز فطر، روز اضحیٰ روز عرفہ (یعنی حج کا دن) اور روز عاشورہ۔ پھر ان میں سے روز حج کو چن لیا۔ راتوں میں چار راتیں منتخب کر لیں، شب برات (شعبان کی پندرھویں شب) شب قدر کی شب، جمعۃ المبارک اور شب عید۔ ان چاروں میں سے شب قدر کو چن لیا۔

بستیوں میں سے چار بستیوں کا انتخاب کیا، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس اور مساجد العشائر۔ پھر ان میں سے مکہ مکرمہ کو چن لیا۔ پہاڑوں میں سے چار کا انتخاب کیا، احد اور طور سینا، لکام اور لبنان۔ پھر ان میں سے طور کو چن لیا۔ دریاؤں میں سے چار کا انتخاب کیا۔ جیحون، سیحون، نیل اور فرات، پھر ان میں سے فرات کو چن لیا۔ اسی طرح مہینوں میں سے چار کا انتخاب کیا، رجب، شعبان، رمضان اور محرم الحرام، پھر ان میں سے شعبان کو چن لیا۔ شعبان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مہینہ قرار دیا۔ پس جس طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں اس طرح شعبان کا مہینہ بھی تمام مہینوں سے افضل ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رجب اللہ تعالیٰ کا اور میری امت کا۔ شعبان گناہوں کو دور کرنے والا اور رمضان المبارک بالکل پاک کرنے والا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزید فرمایا کہ رجب اور

رمضان کے درمیان شعبان کا مہینہ ہے۔ لوگ اس کی طرف سے غفلت کرتے ہیں، حالانکہ رب العالمین کے سامنے اس ماہ میں اعمال کی پیشی ہوتی ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنے اعمال کی پیشی کے وقت روزہ دار ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ باقی مہینوں پر رجب کی فضیلت ایسی ہے جیسی دوسرے کلاموں پر قرآن کریم کی فضیلت اور باقی مہینوں پر شعبان کی فضیلت ایسی ہے جیسی دوسرے تمام انبیاء پر میری فضیلت اور دوسرے مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسی عام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی فضیلت۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام جب شعبان کا چاند دیکھ لیتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں منہمک ہو جاتے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ ضعیف اور مسکین آدمی بھی ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے قابل ہو جائیں۔ اس طرح حکام میں قیدیوں کو طلب کر کے جن پر شرعی حد ہوتی اس پر حد لگاتے یعنی سزا دیتے وگرنہ ان کو آزاد کر دیتے اور سوداگر قرضے چکا دیتے اور اگر دوسروں پر قرض ہوتا تو وصول کر لیتے یہاں تک کہ رمضان کا چاند دیکھ لیتے تو غسل کر کے اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔

حضرت غوث پاک سرکار علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ شعبان میں پانچ حروف ہیں، ش، ع، ب ا اور ن۔ ان میں شین تو شرف کا ہے۔ عین علو کا۔ با بر کا اور نون نور کا۔ اس ماہ میں یہ پانچوں عطیات اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر نازل ہوتے ہیں۔ اس مہینہ میں بھلائیوں کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، برکتیں نازل ہوتی ہیں، گناہوں کو ترک کیا جاتا ہے، خطاؤں کا اتار کیا جاتا ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کی کثرت کی جاتی ہے، درود بھیجنے کا یہ خاص مہینہ ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلام اللہ شریف کی آیۂ مبارکہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوۃ کا معنی ہے رحمت اور ملائکہ کی طرف سے صلوٰۃ کا معانی ہے شفاعت اور دعائے مغفرت اور مومنوں کی طرف

سے صلوٰۃ کا معنی ہے مراد، دعا اور ثنا۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کا معنی ہے نیکی کی توفیق اور بدی سے بچانا اور ملائکہ کی طرف سے صلوٰۃ کا معنی ہے امداد اور نصرت اور مومنوں کی صلوٰۃ کا معنی ہے پیروی کرنا اور تعظیم کرنا۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جو ایک بار مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے۔ اس لئے ہر دانش مند مومن کے لئے مناسب ہے کہ اس مہینہ میں ہرگز غافل نہ رہے بلکہ رمضان المبارک کے استقبال کی تیاری اس مہینہ میں کرے اور گذشتہ سے توبہ کر کے گناہوں سے پاک ہو جائے۔ ماہ شعبان میں ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے گریہ و زاری کرے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ پکڑے کیونکہ یہ مہینہ آپ ہی کا ہے تاکہ دل کی تمام تر خرابی درست ہو جائے اور اندرونی بیماری کا علاج ہو جائے۔

اس سلسلہ میں قطعاً ٹال مٹول سے کام نہ لے کہ آج نہیں کل کرلوں گا کیونکہ دن تو تین ہی ہیں ایک تو وہ جو گزر گیا، ایک آج کا ہے جو کہ عمل کا دن ہے اور ایک آنے والا کل ہے جس کی امید ہی امید ہے۔ یہ تو معلوم نہیں کہ وہ اس کے لئے آئے گا کہ نہیں۔ گذشتہ کل ایک نصیحت ہے۔ آج کا دن غنیمت ہے آنے والا کل صرف خیال ہے۔ اسی طرح مہینے تین ہیں۔ رجب کا تو گزر گیا، وہ تو لوٹ کر نہیں آئے گا، رمضان کا انتظار ہے، معلوم نہیں کہ اس مہینہ تک زندگی رہے یا نہ رہے۔ بس شعبان ہی ان دونوں کے درمیان ہے۔ اس لئے اسی میں طاعت کو غنیمت جاننا چاہئے۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پانچ کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے تندرستی کو بیماری سے پہلے مالداری کو افلاس سے پہلے فراغت اوقات کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔

چنانچہ اگر ہمیں ماہ شعبان مل جائے تو ہمیں چاہئے کہ اپنے اوقات کار میں سے وقت نکال کر اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ عبادت کریں اور زیادہ سے زیادہ روزے رکھیں۔

شب برات

ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کی شب کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ شریف میں ارشاد عالیشان ہے کہ:

حٰمٓ وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ

ترجمہ: حٰمٓ اور قسم ہے سچی کتاب کی۔ ہم نے اس (قرآن) کو برکت والی رات (یعنی شعبان کی پندرھویں رات) میں نازل کیا۔

اکثر مفسرین کرام کا خیال یہی ہے کہ شب برات کے متعلق یہی آیہء مبارکہ کافی ہے۔ اس رات کی حد درجہ خصوصیت اور اہمیت ہے۔ اہل سنت و جماعت صدیوں سے اس رات کو پوری پوری رات جاگ کر عبادت و ریاضت کرتے ہیں اور نزول قرآن کا جشن مناتے ہیں۔

کلام اللہ شریف میں اکثر چیزوں کو اللہ تبارک تعالیٰ نے مبارک فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرقان حمید کو ہی مبارک فرمایا کہ:

وَھٰذَا ذِکْرٌ مُّبَارَکٌ اَنْزَلْنَاہُ

یہ ذکر (قرآن کریم) برکت والا نازل کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نازل کیا ہوا تو اس سے مشرکین کی اس بات کا جواب تھا کہ یہ کلام تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی تصنیف کیا ہے۔ یہ نہ صرف اس دور کے مشرکین کو منہ توڑ جواب تھا بلکہ تا قیامت معترضین کے لئے کافی ہے کہ یہ کلام کسی انسان کی تالیف نہیں بلکہ یہ تو رب العالمین کا نازل کردہ کلام پاک ہے۔

قرآن کریم فرقان حمید کی بہت زیادہ برکتیں ہیں یعنی اس کو پڑھنے والا اور اس پر اعتقاد رکھنے والا یقیناً ہدایت پاتا ہے اور دوزخ اس پر حرام کر دی جاتی ہے۔ یہ برکات صرف اسی کے لئے مخصوص نہیں ہوتیں بلکہ اس کی اولاد اور آباؤ اجداد تک بھی پہنچتی ہیں۔ اس مبارک کلام کا صرف ایک حرف پڑھنے سے ہی دس نیکیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔ یعنی الالم کہنے سے یا پڑھنے سے بندے کو تیس نیکیاں حاصل ہو جاتی ہیں۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جو

انسان اوراق میں دیکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ماں باپ سے عذاب ہلکا کر دیتا ہے، خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ تھے۔

اللہ کریم علیم وخبیر نے کلام پاک میں زیتون کے پھل کو بھی مبارک فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ

یعنی یہ مبارک زیتون کا درخت ہے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ زیتون ہی وہ پہلا درخت تھا کہ جس کا پھل حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر اترنے کے بعد سب سے پہلے کھایا تھا۔ یہ ایسا درخت ہے کہ جس کا پھل ایسا پھل ہے کہ اس کو کھایا بھی جاتا ہے اور اس کا تیل بھی بڑی ہی زبردست خصوصیت کا حامل ہے کہ تیل پکوائی کے کام بھی آتا ہے اور روشنی کے لئے جلانے کے کام بھی آتا ہے۔

اس رات کو اللہ تبارک تعالیٰ نے مبارک رات قرار دے کر اہل اسلام کی بخشش کی راہیں کھول دیں کہ اس رات عبادت کریں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر راہ راست پر آ جائیں۔ اس رات میں زمین والوں کے لئے رحمت ہی رحمت اور برکت ہی برکت ہے۔ اس رات میں گناہوں سے معافی حاصل کی جاسکتی ہے اور مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے یعنی اگر سچے دل سے تائب ہو کر عبادت کی جائے یہ سب کچھ ممکن ہوسکتا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ بندہ تو گھر میں پڑا سوتا رہے اور اس کی مغفرت ہو جائے۔ مغفرت کے حصول کے لئے سچے دل سے توبہ اور عبادت لازمی چیز ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ قریب والے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے اور سوائے مشرک اور دل میں کینہ رکھنے والے اور رشتہ داری منقطع کرنے والے اور بدکار مرد و عورت کے ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ بخشش کیسے حاصل کی جائے تو ہم پہلے گذارش کر آئے ہیں کہ عبادت و ریاضت ہی وہ پہلا زینہ اور اعتقاد کامل ہی وہ قرینہ ہے کہ جس سے بندہ اللہ تعالیٰ کی بخشش حاصل کرنے کا حقدار بن جاتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پندرھویں شعبان کی رات میری چادر کے اندر سے خاموشی سے نکل گئے۔ میرا گمان ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شاید کہیں باہر گئے ہوں گے۔ جب میں نے تلاش کرنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھ معاً رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں سے ٹکرا گئے آپ اس وقت سجدہ میں تھے۔

میں نے آپ کی دعا کو سنا اور یاد کرلیا آپ دعا فرما رہے تھے کہ "میرے جسم اور دل نے تجھے سجدہ کیا، میرا دل تجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں (یاد رہے کہ یہ محض اس لئے فرمایا تھا کہ امت ایسا کہے ورنہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس تو ہر قسم کے گناہ سے پاک و مبرا ہے)، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، مجھے بخش دے، تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں، میں تیرے عذاب سے تیری عفو کی، تیری سزا سے تیری رحمت کی تیرے غضب سے تیری رضا مندی کی اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا، تو ویسا ہی ہے جیسی کہ تو نے اپنی ثنا بیان فرمائی ہے۔"

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ صبح صادق تک آپ یونہی رکوع و سجود میں مشغول رہے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو گئے۔ میں پاؤں اقدس دباتی ہوئی کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں فرما دیئے، کیا اللہ رب العزت نے آپ کے ساتھ ایسی رحمت نہیں کی، کیا ایسا نہیں کیا، ایسا نہیں کیا۔

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تو کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں، کیا تم جانتی ہو کہ اس رات میں کیا کچھ ہے؟" میں نے عرض کیا "کیا کچھ ہے؟" ارشاد ہوا کہ "جو بچہ اس سال میں پیدا ہونے والا ہوگا اور جو شخص مرنے والا ہوگا، وہ اس رات میں لکھ دیا جائے گا۔ لوگوں کے رزق اسی رات میں نازل ہوں گے اور لوگوں کے اعمال کی پیشی ہوگی۔" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا اللہ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہیں جائے گا۔" ارشاد فرمایا "اللہ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

حضرت امام ابو نصرؒ اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے ایک رات حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! یہ تو بتاؤ کہ آج کون سی رات ہے؟'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا ''آج نصف شعبان کی رات ہے، اس رات میں دنیا کے اعمال اور بندوں کے اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ یعنی پیش کئے جاتے ہیں، بنی کلب کی بکریوں کی تعداد کے برابر اس رات میں اللہ کریم دوزخ سے لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ کیا آج کی رات تم مجھے اجازت دو گی۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ''جی ہاں کیوں نہیں۔''

اس کے بعد رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور خفیف قیام فرمایا جس میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک چھوٹی سورۃ پڑھی پھر آدھی رات تک سجدہ میں رہے۔ اس کے بعد آپ نے دوسری رکعت ادا فرمائی اور اس میں بھی پہلی رکعت کی طرح مختصر قرات فرمائی اور طویل سجدہ میں چلے گئے۔ یہ سجدہ اذان فجر تک رہا۔ میں دیکھتی رہی، مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح نہ قبض کر لی ہو۔ میں آپ کے قریب گئی اور آپ کے پاؤں اقدس کو چھوا تو آپ نے حرکت کی۔

میں نے سنا کہ آپ کہہ رہے تھے کہ ''میں تیرے عذاب سے تیرے عفو کی، تیرے غضب سے تیری رضامندی کی اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ تیری ذات اقدس بزرگ ہے میں تیری تعریف پوری نہیں کر سکتا۔ جیسی تو نے اپنی ثنا کی ہے تو ویسا ہی ہے۔''

میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں نے آج رات کو آپ کو ایسا ذکر کرتے ہوئے سنا کہ پہلے کبھی اس طرح ذکر کرتے نہیں سنا۔'' آپ نے ارشاد فرمایا ''اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تمہیں اس کا علم ہو گیا'' میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر تم ان کلمات کو اچھی طرح یاد کر لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم الشان مفسر قرآن تھے۔ آپ تو تھے ہی مفسر قرآن مگر آپ کے غلام بھی مفسر تھے۔ آپ کے ایک آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہ بھی مفسر قرآن تھے۔ آپ نے کلام اللہ شریف کی ایک آیہ

مبارکہ:

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ

کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں آئندہ برس کے امور کا انتظام اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے اور بعض زندوں کو مردوں کی فہرست میں لکھ دیتا ہے اور بیت اللہ شریف کے حاجیوں کو بھی لکھ دیتا ہے کہ اس آنے والے سال میں کون کون حج کرے گا۔ پھر اس لکھی ہوئی تعداد میں کمی و بیشی نہیں ہوتی۔"

حضرت حکیم بن کیسانؒ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں اپنی مخلوق کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس رات میں جس کو پاک کر دیتا ہے اس کو آئندہ سال وسط شعبان تک پاک و صاف رکھتا ہے۔" حضرت عطار بن یسار نے ارشاد فرمایا کہ "نصف شعبان کی رات تو سال بھر میں ہونے والے امور کی پیشی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ سفر کو جاتے ہیں حالانکہ ان کے نام کو زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں لکھ دیا ہوتا ہے۔ کوئی نکاح کرتا ہے حالانکہ وہ بھی زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کے ساتھ شامل ہو چکا ہوتا ہے۔"

حضرت مالکؒ بن انس نے ہشام بن عروہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کو خوب بہاتا ہے۔ ایک بقر عید کی رات دوسری عیدالفطر کی رات کو تیسری نصف شعبان کی رات کو جس میں اللہ تعالیٰ عمریں اور رزق لکھ دیتا ہے۔ اور حج کرنے والوں کو بھی لکھ دیتا ہے اور چوتھی رات عرفہ یعنی حج کی رات ہے۔ ان چاروں راتوں میں خیر کا بہاؤ صبح اذان فجر تک ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "نصف شعبان کی رات کو میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھائیں۔ میں نے کہا یہ کیسی رات ہے۔ کہنے لگے اس رات اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے، اور سوائے جادوگروں اور کاہنوں اور عادی شراب خوروں اور سود خوروں اور زانی مرد و عورت کے ہر غیر مشرک کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ صرف

ان لوگوں کی مغفرت بغیر توبہ کے قبول نہیں کی جاتی۔

جب چوتھائی رات ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا "اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! اپنے سر اقدس کو اوپر آسمان کی طرف اٹھائیں۔" جب سر کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو جنت کے دروازے کھلے ہوئے نظر آئے۔ پہلے دروازہ پر ایک فرشتہ ندا دے رہا تھا کہ خوشی ہو اس کے لئے جس نے رات کو رکوع کیا۔ دوسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ پکار رہا تھا کہ "خوشی ہو اس کے لئے جس نے اس رات میں سجدہ کیا۔ تیسرے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا تھا۔ خوشی ہو اس کے لئے جس نے اس رات دعا کی۔

چوتھے دروازے پر ایک فرشتہ ندا دے رہا تھا خوشی ہو اس رات ذکر کرنے والوں کو، پانچویں دروازے پر فرشتہ پکار ہا تھا، خوشی ہو اس کے لئے جو اس رات میں اللہ رب العزت کے خوف سے رویا، چھٹے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا کہ خوشی ہو اس رات میں مسلمانوں کے لئے، ساتویں دروازے پر فرشتہ ندا دے رہا تھا کہ کیا کوئی ہے مانگنے والا کہ اس کی مانگ پوری کی جائے اور آٹھویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا کہ کیا ہے کوئی معافی کا طلب گار کہ اس کے گناہ معاف کئے جائیں۔

میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام! یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اول شب سے طلوع فجر تک۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! اس رات میں دوزخ سے من جانب اللہ رہائی پانے والوں کی تعداد بنی کلب کی بکریوں کے برابر ہے۔

شب برات

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں دو آزادیاں ہوتی ہیں ایک آزادی ہوتی ہے بدبختوں کی آزادی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور اولیاء کی آزادی نامراد چھوڑ دینے سے۔ روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا نصف شعبان کی رات جب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ملاحظہ کرتا ہے تو مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو ڈھیل دیتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھتا ہے کہ وہ کینہ کو ترک کر دیں۔

جس طرح زمین پر مسلمانوں کے لئے عید کے دو دن ہیں۔ اسی طرح آسمان پر فرشتوں کے لئے عید کی دو راتیں ہیں۔ شب برات اور شب قدر۔ مسلمانوں کی عید دن میں ہوتی ہے اور ملائکہ کی عید رات میں۔ فرشتے سوتے نہیں اس لئے ان کی عید رات کو ہوتی ہے اور اہل ایمان سوتے ہیں اس لئے ان کی عید دن میں ہوتی ہے۔

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب برات کو ظاہر کر دیا اور شب قدر کو پوشیدہ رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شب قدر تو رحمت ہے اور دوزخ سے آزادی کی رات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو پوشیدہ رکھا تا کہ لوگ اس رات کے بھروسہ پر اعمال سے بیٹھ نہ رہیں اور شب برات حکم اور فیصلہ کی رات ہے۔ خوش نصیبی اور بد بختی کی رات ہے۔ حصول عزت اور اندیشہ عذاب کی رات ہے۔ ناراضگی اور بد بختی کی رات ہے، وصل اور اعراض کی رات ہے، کسی کو اس رات میں سعادت حاصل ہوتی ہے اور کسی کو دور کر دیا جاتا ہے۔ کسی کو جزا دی جاتی ہے اور کسی کو رسوا کر دیا جاتا ہے، کسی کو نوازا جاتا ہے تو کسی کو محروم کیا جاتا ہے۔ کسی کو اجر دیا جاتا ہے تو کسی کو جدا کیا جاتا ہے، بہت سے کفن دھوئے جاتے ہیں مگر کفن پہننے والے غفلت اور لاعلمی کی حالت میں بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔

بہتوں کی قبریں کھودی ہوئی ہوتی ہیں اور قبروں والے خوشی میں مگن فریب خوردہ رہتے ہیں۔ بہت سے چہرے ہنستے ہیں حالانکہ ان کی ہلاکت کا زمانہ قریب آ رہا ہوتا ہے۔ بہت سے مکانوں کی تعمیر پوری ہو چکی ہوتی ہے مگر مکان کے مالک کی موت قریب آ رہی ہوتی ہے۔ بہت سے بندے ثواب کا یقین رکھتے ہیں مگر عذاب ان کے سامنے آتا ہے۔ بہت سے لوگ خوشخبری کے امیدوار ہوتے ہیں اور ناکامی نمودار ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ جنت کا یقین رکھتے ہیں اور دوزخ پیش آتی ہے۔ بہت سے بندے وصل کا یقین رکھتے ہیں اور جدائی پیدا ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ عطا کے امیدوار ہوتے ہیں اور مصیبت سامنے آ جاتی ہے اور بہت سے لوگ حکومت کے حصول کی آس لگائے بیٹھے ہوتے ہیں اور ہلاکت سے ان کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ جب پندرھویں شعبان کو مکان سے باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرے سے ایسا دکھائی دیا کہ جیسے آپ کو قبر میں دفن کر دیا گیا تھا اور آپ قبر سے نکل کر باہر آئے ہیں۔ جب اس کی وجہ دریافت کی گئی تو ارشاد فرمایا کہ خدا

کی قسم! جس کی کشتی سمندر کی بیچ میں ٹوٹ گئی ہو اس کی مصیبت میری مصیبت سے بڑی نہیں۔ جب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنے گناہوں کا یقین تو ہے مگر نیکیوں کی طرف سے اندیشہ ہے کہ معلوم نہیں قبول ہوتی ہیں یا میرے منہ پر ماردی جاتی ہیں۔

وظائف یا اعمال

بزرگان دین نے اس نماز کی بڑی اہمیت اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس نماز میں سو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں اور ان میں سورۂ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ یعنی ہر رکعت میں دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ سلف صالحین اس نماز کو ادا کرنے کا خصوصی اہتمام کیا کرتے تھے اور اپنے مریدین سے بھی کہا کرتے تھے۔ حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ''مجھ سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تیس صحابیوں نے بیان کیا ہے کہ اس رات جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار دیکھتا ہے اور ہر نگاہ میں ستر حاجتیں پوری فرماتا ہے، جن میں ادنیٰ ترین حاجت گناہوں کی مغفرت ہے۔''



رمضان المبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَ الشُّهُوْرَ بِشَهْرِ رَمَضَانَ وَاَنْزَلَ فِیْهِ عَلٰی عِبَادِهٖ الْفُرْقَانَ وَفَضَّلَهٗ کَامِلًا عَلٰی کُلِّ شَهْرٍ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَنَوَّرَ وُجُوْهَ عِبَادِهٖ وَالَّذِیْنَ قَامُوْا عَلَی التَّرَاوِیْحِ وَ التَّسَابِیْحِ بِاِخْلَاصِ الْجِنَانِ

''تمام تعریف اس اللہ پاک کی جس نے تمام مہینوں کو مبارک مہینہ رمضان المبارک کے سبب شرف و بزرگی عنایت فرمائی اور اسی مبارک مہینہ میں اپنے بندوں پر قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان سے دنیا پر نازل کیا اور تمام مہینوں پر اسے تلاوت قرآن کریم کے ساتھ بہت بڑی فضیلت حاصل کی۔''

رمضان المبارک کے فضائل

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے (ایمان والوں) پر فرض کئے گئے تھے تاکہ (دوزخ سے) بچ جاؤ۔''

مسلمانوں کے لئے یہ مہینہ سب سے زیادہ اہم اور معروف ہے۔ اس مہینہ میں اہل اسلام بہت ہی ذوق و شوق سے عبادات میں مشغول رہتے ہیں اور پوری دنیا میں اس مہینہ کی دھوم سی مچ جاتی ہے۔ پوری تاریخ عالم ایسی کوئی دوسری نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے کہ کوئی قوم یا کسی مذہب کے پیروکار پورا مہینہ ہی ذوق و شوق سے اپنے مذہبی امور

سرانجام دیتے رہیں۔

یہ بات بھی بڑی ہی اہم ہے کہ اس مہینہ میں عبادات میں روز بروز دلچسپی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور کسی بھی طرح کم نہیں ہوتی۔ اسی مہینہ میں آخری عشرہ ایسا ہے کہ جس میں اہل اسلام بڑی رغبت کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھ جاتے ہیں اور پوری دنیا سے قطع تعلق کر کے اللہ کریم کی عبادت کرتے ہیں۔ ایسا کسی بھی معاشرہ، قوم یا کسی بھی مذہب سوائے اسلام کے نہیں دیکھا گیا۔

اسلام کے بہت سے فرقوں میں اگرچہ بہت سے اختلافات موجود ہیں مگر یہ واحد مہینہ ہے کہ جس پر سبھی کا اتفاق ہے اور تمام مسالک اس مہینہ میں اللہ کریم کی خوشنودی کی خاطر عبادت میں خود کو مشغول رکھتے ہیں۔ یقیناً جس قدر اس مہینہ میں عبادت و ریاضت ہوتی ہے دوسرے کسی بھی مہینہ میں نہیں ہوتی۔ ویسے تو روزوں کی بہت زیادہ فضیلت ہے مگر اس مہینہ میں روزوں کی فضیلت بہت ہی بڑھ جاتی ہے اور ان کا درجہ بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"یاایھا الذین آمنو"

میں حرف یا حرف ندا ہے۔ اللہ کریم کی طرف سے اس حرف کے ذریعہ سے ندا کی گئی ہے۔ ای، اسم موصول ہے۔ منادی یعنی مخاطب معلوم کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہا، حرف تنبیہ ہے منادی کو ندا کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ الذین، اسم موصول ہے جس سے کسی سابق شناسائی اور پہلے کی صحت کی طرف اشارہ ہے۔ آمنوا، جو سابق شناسائی متکلم اور مخاطب کے درمیان تھی اور جو راز اور آپ کا تعلق دونوں کو معلوم تھا اس کا اظہار اس لفظ سے ہو رہا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو بعض بندوں کا ایماندار ہونا اور بندوں کو بھی اپنا مومن ہونا معلوم ہے۔ پس ایماندار ہونا ایسا راز اور ایسا وصف اور ایسا تعلق ہے کہ جس سے متکلم بھی بخوبی واقف ہے اور مخاطب بھی۔ اسی لئے اسی وصف کا ذکر کر کے ندا کی گئی یعنی اے وہ لوگو! جو میرے راز یعنی ایمان کے لئے مخصوص ہو اور اپنے قلب و دماغ میں خلوص کے ساتھ اس راز کو رکھتے ہو۔

اب آتا ہے کتب، یعنی فرض کیا گیا یا مقرر کیا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

کیا فرض یا مقرر کیا گیا تو فرمایا کہ 'الصیام' یعنی روزہ رکھنا۔ یہ دراصل مصدر ہے جیسا کہ 'صحت صیاماً' اور قمت قیاماً، لغت عربی میں صیام کا معنی ہے کسی چیز سے رک جانا یا ٹھہر جانا۔ جیسا کہ 'صامت الریح' یعنی ہوا رک گئی یا ٹھہر گئی اور 'صامت الخیل' یعنی گھوڑے رک گئے یا ٹھہر گئے۔ اسی طرح صائم النہار یعنی دن ٹھہر گیا، جب دوپہر ہوئی ہے تو آسمان کے درمیان پہنچ کر سورج کچھ دیر کے لئے رک جاتا ہے۔ اسی کو کہا جاتا ہے کہ دن ٹھہر گیا۔

'صام الرجل' بندہ خاموش ہو گیا یا بات کرتے کرتے ٹھہر گیا۔ جیسا کہ کلام اللہ شریف میں ہے کہ

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے آج خاموش رہنے کی نذر یا منت مانی ہے۔ یہ آیہء مبارکہ حضرت مریم علیہا السلام کے لئے نازل ہوئی کہ جب ان کو رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب ان سے کوئی بندہ بات کرنے کی کوشش کرے تو اس کو کہہ دیں کہ آج انہوں نے نا بولنے کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ یہ پہلے وقتوں میں مروج تھا کہ لوگ خاموش رہنے کا بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ بزرگوں کا ارشاد عالیشان ہے کہ یہ روزہ شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں ہے۔ دین اسلام میں بلا جواز اور بلا ضرورت خاموشی کو ناجائز اور مکروہ خیال کیا جاتا ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شریعت میں روزہ کا معنی ہے کہ انسان کھانے پینے کی چیزوں کے استعمال سے اور جماع سے پرہیز کرے اور گناہوں کو ترک کر دے۔ جب کوئی بھی بندہ ان امور سے باز رہتا ہے تو لامحالہ پھر اس کا دل عبادات کی طرف راغب ہوتا ہے اور اس کا دھیان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف لگا رہتا ہے۔

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

یعنی (تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں) جیسا کہ تم سے پہلے گزرنے والے انبیاء اور ان کی اقوام یا امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ یہ محبت کا والہانہ انداز ہے کہ یہ تم پر زبردستی نہیں ہے بلکہ یہ صالحین کا طریقہ ہے اور اس کے فوائد صرف اور صرف تمہارے لئے ہی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا کہ روزہ دار کو اس کا اجر صرف اللہ تعالیٰ ہی دے گا یعنی کسی کو معلوم

مرا تو دوسرے بادشاہ نے ان میں مزید تین روزوں کا اضافہ کر دیا یوں پچاس روزوں کی تعداد پوری ہوگئی۔ حضرت مجاہد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ نصاریٰ کے مویشیوں میں اچانک بیماری پھیل گئی اور بے تحاشا جانور مرنے لگے چنانچہ ان کے بادشاہ نے انہیں حکم دیا کہ روزوں میں دس روزوں کا مزید اضافہ کر دیا جائے یوں روزوں کی تعداد ساٹھ ہوگئی۔

حضرت شعبیؒ کا قول ہے کہ اگر چہ میں سال بھر روزے رکھوں مگر میں پھر بھی شک والے دن یعنی شعبان کی تیس تاریخ کو ہرگز روزہ نہیں رکھوں گا کیونکہ کوئی اس کو شعبان کا آخری دن کہے گا اور کوئی اس کو رمضان المبارک کا پہلا دن کہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری طرح نصاریٰ پر بھی ایک ہی ماہ کے روزے فرض کئے گئے تھے اور ان کو بھی رمضان المبارک ہی کے مہینہ میں حکم دیا گیا تھا مگر انہوں نے رمضان المبارک کے مہینہ کو ہی تبدیل کر دیا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ پہلے تو وہ لوگ موسم گرما میں روزے گن کر پورے مہینہ کے رکھا کرتے تھے مگر کچھ عرصہ بعد گا ہے بگا ہے بڑھاتے رہے چنانچہ ان کی تعداد پچاس ہوگئی۔

بعض بزرگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین پر دسویں محرم الحرام کا روزہ اور ہر مہینہ میں تین روزے یعنی ایام بیض کے روزے فرض قرار دے دیئے مگر غزوۂ بدر سے چند ایام قبل رمضان المبارک کے مہینہ کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہو گیا۔ چنانچہ پہلے والے حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔

بعض بزرگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ رمضان دراصل اللہ کریم ہی کا نام ہے اسی لئے اسے شہر رمضان یعنی اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ حضرت اصمعیؒ نے ابوعمرو بن العلاء کا قول نقل کیا ہے کہ رمضان المبارک کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں اونٹ کے بچے گرمی کی وجہ سے جھلس جاتے ہیں۔ دوسرے بزرگوں کا خیال ہے کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں گرمی کی وجہ سے پتھر پگھلنے لگتے ہیں اور عربی زبان میں رمضان گرم پتھروں کو بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی بزرگوں کا قول ہے کہ رمضان المبارک، گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ رمض، کا لغوی معنی ہے جلا دینا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان کے آخری روز

رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ اے لوگو! عظمت والا مہینہ، برکت والا مہینہ، وہ مہینہ کہ جس کے اندر ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، قریب آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں روزے فرض اور اس کی راتوں کو نفل قرار دیا ہے۔ جس نے اس میں ایک نیکی کی یا اس میں ایک فرض ادا کیا اس کا اجر اس شخص کی طرح ہو گا جس نے کسی دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کئے ہیں۔

یہ مہینہ کھانے پینے اور جنسی قربت سے صبر رکھنے کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ مہینہ ہمدردی کا ہے، اس مہینہ میں مومن کی روزی بڑھ جاتی ہے۔ اگر کوئی کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروائے گا تو یہ روزہ کشائی اس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے نجات کا سبب بن جائے گی۔ اور روزہ دار کے روزہ کا ثواب کم ہوئے بغیر افطار کروانے والے کو بھی روزہ دار کی طرح ثواب ملے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا، ہم میں سے ہر ایک کا تو مقدور نہیں کہ روزہ کشائی کرائیں۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے ہی کسی کو افطار کروائے گا۔ اس ماہ کا اول حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

جو شخص اپنی باندی یا غلام کے کام میں تخفیف کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اس ماہ میں چار چیزیں بڑے اہتمام سے کیا کرو۔ ان میں دو تو ایسی ہیں کہ جن سے تم اپنے رب کریم کو راضی کر لو گے اور دو یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی درخواست کرو اور دوزخ سے اس کی پناہ مانگو۔ اس مہینہ میں جو کسی روزہ دار کا پیٹ بھرے گا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایک گھونٹ ایسا پلائے گا کہ پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ یعنی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔

دوسری دو یہ ہیں کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا۔ ان دونوں کے بغیر تو تمہارے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ یہ تو ہر مسلمان کے لئے ازبس ضروری ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات کو جنت اور آسمان

کے دروازے کھولے جاتے ہیں جو کہ آخری شب رمضان تک بند نہیں کیے جاتے۔ جو بھی عورت یا مرد رمضان المبارک کی کسی رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدہ کے عوض ایک ہزار سات سو نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جنت کے اندر اس کے لئے ایک سرخ یاقوت کا مکان تیار کر دیتا ہے۔ جس کے ستر ہزار دروازے ہوتے ہیں اور ہر دروازے کے سونے کے دو کھواڑ یاقوت سرخ سے جڑے ہوتے ہیں۔

رمضان المبارک کے پہلے دن روزہ رکھنے سے رمضان شریف کے آخری دن تک کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور آئندہ رمضان تک کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ہر روزہ کے عوض جنت کے اندر اس کے لئے ایک محل مقرر ہو جاتا ہے جس کے ہزار دروازے سونے کے ہوتے ہیں اور صبح سے دن ڈھلنے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور دن رات میں جو اس نے سجدہ کیا ہوتا ہے اس کے عوض جنت کے اندر اتنا بڑا سایہ دار درخت ملے گا کہ شہسوار سو برس تک اس کے نیچے گھوڑا دوڑا کر بھی اس کی مسافت کو طے نہیں کر سکے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی رات جب ہوتی ہے تو اللہ کریم اپنی مخلوق کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر نظر فرماتا ہے تو اس کو کبھی عذاب نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روزانہ ہزار در ہزار آدمی دوزخ سے آزاد کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان المبارک کا مبارک مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس مہینہ میں شیطانوں کو بھی جکڑ دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ رمضان المبارک کے کسی دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کا نکاح حوروں میں سے کسی حور سے ایک کھوکھلے موتی کے خیمہ کے اندر کر دیا جاتا ہے۔ یہ حور ان اوصاف کی ہوتی ہے جن کے متعلق

اللہ کریم نے حور مقصورات فی الخیام ارشاد فرمایا ہے۔ ہر حور کے بدن پر کپڑوں کے ستر جوڑے ہوں گے اور تمام کپڑوں کے رنگ جدا جدا ہوں گے۔ روزہ دار کو ستر قسم کی خوشبویات دی جائیں گی اور کوئی بھی خوشبو کسی خوشبو سے میل نہیں کھاتی ہوگی۔ اس کو سرخ یاقوت کے موتیوں سے آراستہ ستر تخت دیئے جائیں گے، ہر تخت پر ستر بستر ہوں گے اور ہر بستر پر ایک مسند ہوگی۔

وہاں ہر حور کے کام کرنے کے لئے ستر ہزار خدمت گار اور ستر ہزار خدمت گار عورتیں ہوں گی۔ حور اپنے ان تمام خدمت گاروں سمیت اپنے شوہر کے لئے ہوگی۔ ہر خدمت گار عورت کے ہاں سونے کا ایک پیالہ ہوگا جس میں ایک خاص قسم کا کھانا ہوگا مگر ہر لقمہ کے آخر میں وہ لذت محسوس ہوگی جو لقمہ کے شروع میں نہیں تھی۔ اسی طرح تمام لوازمات کے ساتھ اس کا شوہر بھی یاقوت سرخ کے تخت پر متمکن ہوگا۔ یہ جزاء رمضان المبارک کے ہر روزہ کی ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کے داخلہ کے لئے جنت کی صفائی اور سجاوٹ ایک سال سے دوسرے سال تک کی جاتی ہے۔ جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا جس کا نام مشیرہ ہے چلتی ہے اور جنت کے درختوں کے پتوں اور کیواڑوں کی زنجیروں پر لگتی ہے۔ اس کے لگنے سے ایسی آواز سنی جاتی ہے کہ جس سے زیادہ اچھی آواز سننے والے نے پہلے کبھی نہ سنی ہو۔

اس کے بعد حوریں بن سنور کر جنت کے جھروکے میں آکر کھڑی ہو جاتی ہیں اور آواز دیتی ہیں کہ کیا کوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم کو مانگے اور اللہ کریم اس کا نکاح ہم سے کردے۔ پھر رضوان سے کہتی ہے کہ یہ کیسی رات ہے۔ رضوان جواباً یہ کہتا ہے کہ اے بہترین حسیناؤ ماہ رمضان المبارک کی یہ پہلی رات ہے۔ محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے روزہ رکھنے والوں کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اے مالک! امت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ داروں کی طرف سے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر اتر کر جا اور شیطانوں کو طوق و زنجیر پہنا کر سمندروں کے کنارے پر پھینک دے تا کہ میرے حبیب

کریم کی امت کے روزوں کو وہ کسی بھی طرح بگاڑ نہ سکیں۔

رمضان المبارک ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ اس کی ہر رات میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کا سوال پورا کروں، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، کیا کوئی طلب گار مغفرت ہے کہ میں اس کو بخش دوں، کوئی ہے جو ایسے غنی کو قرض دے جو نہ تو قرض کا محتاج ہے اور نہ ہی نادار ہے مگر پورا بدلہ دینے والا ہے اور حق تلفی کرنے والا نہیں ہے۔

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں روزانہ افطار کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہزار در ہزار دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں، حالانکہ ان میں سے ہر ایک شدید ترین عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔ جب جمعۃ المبارک کی رات اور جمعۃ المبارک کا دن ہوتا ہے تو ہر ساعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہزار در ہزار آدمی دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک عذاب شدید کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی طرح جب رمضان المبارک کا آخری روز آتا ہے تو رمضان المبارک کی اول تاریخ سے آخری تاریخ تک جس قدر آدمی آزاد کیے گئے ہوتے ہیں ان کی مجموعی تعداد کے برابر لوگ آزاد کیے جاتے ہیں۔

حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ ماہ رمضان میں کیا کیا برکات ہیں تو پھر وہ سال بھر میں رمضان رہنے کی تمنا کیا کرتے۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا ارشاد فرمایئے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کے لئے سال بھر تک جنت آراستہ کی جاتی ہے۔ رمضان المبارک کی اول شب، زیریں عرش سے ایک ہوا چلتی ہے اور جنت کے پیڑوں کو لگتی ہے۔ حوریں اس وقت اللہ کریم کی بارگاہ اقدس میں عرض کرتی ہیں کہ اے باری تعالیٰ! اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے جوڑے مقرر فرما دے جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ پس جو بندہ ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے اللہ کریم ایک

کھو کھلے موتی کے خیمہ کے اندر اس کا نکاح کسی حور سے ضرور کر دیتا ہے۔(باقی حدیث ہم اوراق گذشتہ میں بیان کر آئے ہیں۔)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کی پہلی رات جب ہوتی ہے تو اللہ کریم غفور الرحیم جنت کے داروغہ رضوان کو پکارتا ہے تو وہ کہتا ہے لبیک۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ احمد کی امت کے روزہ داروں کے لئے میری جنت کو آراستہ و پیراستہ کرو اور خوب اچھی طرح صفائی کرو اور جب تک رمضان ختم نہ ہو جائے جنت کو بند نہ کیا جائے۔

اس کے بعد دوزخ کے داروغہ مالک کو پکارتا ہے تو وہ بھی کہتا ہے لبیک۔ اللہ کریم اس کو حکم فرماتا ہے کہ احمد کی امت کے روزہ داروں کی طرف سے دوزخ کے دروازے بند کر دو اور اس وقت تک ہرگز نہ کھولے جائیں جب تک مہینہ گزر نہ جائے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا جاتا ہے کہ زمین پر اترو اور سرکش شیطانوں کو باندھ دو تاکہ احمد کی امت کے روزہ داروں کے روزوں میں اور افطار کے وقت کوئی خرابی پیدا نہ کر سکیں۔

ماہ رمضان المبارک میں ہر روز بوقت سحری و افطاری اللہ رب العزت کی طرف سے ہی بندوں اور عورتوں کو دوزخ سے آزاد کیا جاتا ہے اور ہر روز ہر آسمان پر ایک ندا دینے والا فرشتہ پکارتا ہے کہ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کیا کوئی مظلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے۔ کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور کیا کوئی سائل ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ اگر آسمان و زمین کو اللہ تعالیٰ بولنے کی اجازت عطا فرما دے تو وہ رمضان المبارک میں روزہ رکھنے والوں کو جنت کی بشارت دیتے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی ایک روایت ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کی نیند عبادت اور خاموشی تسبیح ہے۔ اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کا

عمل دوگنا کیا جاتا ہے۔ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں تو جو بھی بندہ یا عورت کھڑی یا بیٹھی ہوتی ہے اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔

سیدنا و مولانا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو فرمایا کرتے تھے کہ مرحبا، یہ مہینہ تو سراسر خیر ہے اس کے دن روزہ رکھنے کے لئے ہیں اور اس کی راتیں عبادت کے لئے ہیں یہ تو ایسا مہینہ ہے کہ اس میں اپنی ذات پر خرچ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ یعنی یہ مہینہ تو بس خیر ہی خیر ہے۔ اس میں کوئی بھی چھوٹا یا بڑا عمل خیر سے خالی نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جس نے ثواب کی امید پر رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کی راتوں کو عبادت کی اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے جو شخص کوئی نیکی کرے گا اس کو دس گنا سے سات گنا تک ثواب ملے گا سوائے روزہ کے۔ روزہ کے متعلق تو رب کریم کا ارشاد ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی روزہ کے متعلق جزا دوں گا۔ روزہ دار کھانا پینا وغیرہ بہت کچھ میرے ہی لئے چھوڑتا ہے۔

روزہ تو دوزخ اور گناہوں سے بچانے کے لئے ڈھال کی مانند ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی تو بوقت افطار ہے اور دوسری خوشی اسے اللہ تعالیٰ سے ملنے کے وقت حاصل ہوگی۔ ایک روایت ہے کہ جس ماہ رمضان المبارک کی کسی بھی رات میں اگر کوئی بھی:

اِنَّا فَتَحنَا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا

آخر سورۂ مبارکہ تک نفل نمازیں پڑھے گا تو وہ اس سال ناگہانی آفات و بلاؤں سے بفضل تعالیٰ محفوظ و مامون رہے گا۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے پانچ حروف ہیں راء رضوان اللہ کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، میم محابۃ۔ یعنی اللہ کی

محبت، ضاد یعنی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری، الف، الفت کا ہے اور نون، نور کا ہے۔

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی مثال تمام مہینوں میں ایسی ہے کہ جیسے سینہ میں دل ہوتا ہے۔ یا انسانوں میں انبیائے کرام یا بستیوں میں کعبۃ اللہ جس میں دجال لعین کو ہرگز داخلہ نہیں ملے گا اور ماہ رمضان المبارک میں سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور انبیائے کرام گناہگاروں کی سفارش کرتے ہیں۔ ماہ رمضان خود بھی روزہ داروں کی سفارش کرے گا۔ دل کی جلاء معرفت اور ایمان کے نور سے ہوتی ہے اور ماہ رمضان کی زینت قرآن کریم کی تلاوت سے جس کی ماہ رمضان میں مغفرت نہ ہوئی تو پھر کس مہینہ میں ہوگی۔

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ بندے کو چاہئے کہ توبہ کے دروازے بند ہونے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی طرف صدق دل سے رجوع کرے اور وقت گریہ کے گزر جانے سے پہلے ہی اپنے گناہوں پر آنسو بہائے۔ حضور نبی کریم رؤف الرحیم کا ارشاد عالیشان ہے کہ میری امت جب تک ماہ رمضان کو درست رکھے گی کبھی ذلیل نہ ہوگی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ذلت کیسی؟ ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حرام چیز کا ارتکاب کیا یا کوئی گناہ کیا یا شراب پی یا زنا کیا تو اس کا رمضان المبارک مقبول بارگاہ الٰہی نہیں ہوگا اور آئندہ سال کے رمضان المبارک تک اگر وہ مر جائے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس کے لئے کوئی انعام نہ ہوگا۔

رمضان المبارک کی افضلیت کے بارے میں یوں بھی کہا جاتا ہے کہ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سید البشر تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سید العرب اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اہل فارس کے سردار تھے اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومی تمام رومیوں کے سردار تھے اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام حبشیوں کے سردار تھے اور مکہ مکرمہ تمام بستیوں کا سرتاج اور بیت المقدس ہر وادی سے برتر ہے اور یوم جمعۃ تمام ایام سے افضل ہے او شب قدر تمام راتوں کی سردار ہے اور قرآن کریم تمام کتابوں کی سردار ہے اور قرآن کریم میں سورۃ بقرہ تمام سورتوں کی سردار ہے اور سورۂ بقرہ میں آیت الکرسی سب آیات سے بزرگ ہے اور سنگ اسود تمام پتھروں کا سردار ہے اور زمزم کا کنواں ہر کنویں سے افضل ہے

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا یعنی لاٹھی ہر لاٹھی سے برتر ہے اور جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے تھے وہ مچھلی تمام مچھلیوں سے افضل تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی تمام اونٹنیوں کی سرکردہ تھی اور براق ہر گھوڑے سے افضل تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی تمام انگوٹھیوں کی سردار تھی اسی طرح ماہ رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے۔

شب قدر کی فضیلت

عبادات کے حوالہ سے شب قدر کی فضیلت او اہمیت حد درجہ ہے۔ تمام تر اولیائے کرام اور علمائے حق نے اس رات کی بہت زیادہ فضیلت و اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور دیگر مفسرین کرام نے بھی آیہء مبارکہ انا انزلناہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ اور پورا کلام پاک حضرت جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے لکھنے والے فرشتے کے پاس شب قدر اتارا اور اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا کر کے عرصہ 23 برس میں مختلف ایام و اوقات اور مختلف مہینوں میں حسب ضرورت نازل فرمایا۔

لیلۃ القدر، اس بارہ میں مختلف آرا ہیں۔ بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ اس کو لیلۃ القدر، عظمت والی رات کے حوالہ سے کہا گیا ہے اور بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ اس کو فیصلہ والی رات کہا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کو تعظیماً کہا گیا ہے یا اس لئے کہا گیا ہے کہ آئندہ برس تک ہونے والے واقعات کو اللہ تبارک و تعالیٰ اس رات میں مقدر کر دیتا ہے۔

وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ

اس کی تفسیر میں اکثر مفسرین کا بیان یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اے پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو شب قدر کی عظمت نہ بتاتا تو آپ کو کیسے معلوم ہوتی۔ مگر بعض بزرگوں کا بیان یہ بھی ہے کہ اس سے مراد عام لوگ ہیں جن کو یہ بتلایا جارہا ہے کہ لیلۃ القدر کی عظمت کیا ہے وگرنہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کو تو اس کا علم تھا ہی۔ اس سلسلہ میں لاتعداد واقعات موجود ہیں کہ جن کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مرحمت فرمائی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو آگے چل کر کہا جا رہا ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے تو یہ درجہ بھی عام مسلمانوں کا ہی ہے تا کہ وہ عبادت میں مزید دلچسپی لیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا تو ایک لحہ بھی عام مسلمان کی کئی ہزار راتوں سے افضل ہے۔

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ

یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت زیادہ خوش ہوئے۔ اس سلسلہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سامنے بنی اسرائیل میں سے چار بزرگوں یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ انہوں نے اسی برس تک اللہ کریم کی عبادت کی اور کبھی لحہ بھر بھی نافرمانی نہیں کی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو یہ بات سن کر بہت تعجب ہوا۔

اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کو آپ کے رفیقوں کو یہ سن کر تعجب ہوا کہ ان لوگوں نے اسی برس تک عبادت کی اور لحہ بھر کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ پر اس سے بھی بہتر حکم نازل فرمایا ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سورۃ انا انزلنا پڑھی اور کہنے لگے آپ کے صحابہ کو جس پر تعجب ہوا تھا کہ یہ اس سے بہتر اور افضل نہیں۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام خوش ہو گئے۔

ایک دوسرا قول حضرت یحییٰ بن نجیح کا بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا جو ہزار مہینوں تک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہتھیار بند رہا اور جہاد کرتا رہا، کبھی اس نے اپنے جسم سے ہتھیار نہیں کھولے تھے۔ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابہ کے سامنے اس کا تذکرہ فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بہت تعجب ہوا۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ انا انزلنا کو نازل فرمایا جس

سے مراد یہ تھی کہ اس شخص کے ہزار مہینوں سے تمہارے لئے ایک شب قدر افضل ہے۔ بعض بزرگوں نے اس مجاہد کا نام سمعون لکھا ہے جو کہ بہت بڑا عابد و زاہد تھا اور بعض نے اس کا نام شمون لکھا ہے۔

تنزل الملائکۃ یعنی یہ ایسی بابرکت رات ہے کہ اس رات میں غروب آفتاب سے لے کر طلوع آفتاب تک رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ **والروح** یعنی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی یعنی صرف عام فرشتے ہی نہیں بلکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نازل ہوتے رہتے ہیں جو کہ ان کے سردار ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ روح کی صورت ایک قوی الجثہ انسان کی سی ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روح وہ فرشتہ ہے جو قیامت کے دن ملائکہ کے ساتھ تنہا اگلی صف میں کھڑا ہوگا۔ جبکہ حضرت مقاتل کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روح اشرف الملائکہ ہے۔ بعض بزرگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ روح دراصل ایک فرشتہ ہے کہ جس کی شکل انسانوں جیسی ہے اور باقی جسم فرشتوں جیسا ہے وہ تمام مخلوق سے بڑا ہے اور عرش کے پاس ساکن ہے۔ تمام ملائکہ ایک صف میں اور وہ تنہا ایک صف بنا کر کھڑا ہوتا ہے۔

جب اللہ کریم علیم وخبیر نے ارشاد فرمایا کہ **تنزل الملائکۃ والروح فیھا** تو اس کا یہ مطلب بھی ہوتا ہے کہ روح یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں زمین پر نزول کرتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہوتے ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے ہر انسان کو سلام کرتے ہیں بھلے وہ سو ہی کیوں نہ رہا ہو جبکہ حضرت جبرائیل علیہ اللام صرف بیٹھے یا کھڑے یا تسبیحات میں مصروف ومشغول لوگوں کو سلام کہتے ہیں مگر اللہ رب العزت صرف ان لوگوں کو سلام بھیجتا ہے جو کہ نماز میں مشغول ومصروف ہوتے ہیں۔

شب قدر میں بزرگوں کا ارشاد ہے کہ زمین کا کوئی چپہ یا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی فرشتہ رکوع وسجود وقیام میں مصروف مومنین ومومنات کے لئے دعا نہ کرتا ہو۔ ہاں البتہ عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور غیر مسلموں کی عبادت گاہیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رات بھر فرشتے مومنین و

مومنات کے لئے دعائے خیر میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ہر مومن عورت اور مرد کو سلام کرتے ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تو اطاعت میں مشغول ہو تو تجھ پر سلام ہو، اللہ تبارک و تعالیٰ قبول کرے اور تیرے ساتھ بھلائی کرے، اگر تو گناہوں میں مبتلا ہو تو تجھ پر سلام ہو، اللہ تبارک و تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمائے، اگر تو نیند میں ہے تو تجھ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو، اگر تو قبر میں ہے تو تجھ پر سلام ہو، تجھے راحت اور رحمت حاصل ہو۔

آیہء مبارکہ من کل امر سلام کا مطلب یہی ہے۔ بعض بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ملائکہ صرف اطاعت گزار بندوں کو سلام کرتے ہیں اور گناہگاروں کو سلام نہیں کرتے۔ گناہگاروں میں جو لوگ شامل ہیں وہ چغل خور، یتیموں کا مال کھانے والے اور کثرت سے جھوٹ بولنے والے ہوتے ہیں۔ اب وہ لوگ خود خیال کریں کہ اگر اس بابرکت مہینہ میں توبہ و استغفار کیا جائے تو کیا ان کی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہوگی۔ ہوگی اور ضرور ہوگی۔ ضرورت صرف چند راتیں جاگ کر عبادت میں مصروف ہونے کی ہے۔

یقیناً رمضان المبارک کا مہینہ تو گناہوں سے رہائی دلانے، اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں کو نبھانے کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف صدق دل سے جھک جانے کا مہینہ ہے، تمام تر برائیوں سے توبہ کرنے کا مہینہ ہے۔ اگر بندہ کی اصلاح اس بابرکت مہینہ میں نہ ہوئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے دوری پیدا نہ کر سکا تو پھر بھلا اس کے دل پر کون سی چیز اثر کرے گی اور وہ کس سے بھلائی کی امید کر سکتا ہے۔

بندے کو چاہئے کہ وہ خیال کرے کہ وہ کون سی اچھائی ہے جو اس کے اندر موجود ہے اور کس بہبودی کا اس کی طرف سے انتظار کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو صریحاً خود پرستی اور خود فریبی ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود پرست انسان کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ "اے خود پرست انسان تو جس حال میں مبتلا ہے، اس سے خبردار ہو جا، غفلت اور نیند سے بیدار ہو جا، جو مصیبت تجھ پر آن پڑی ہے اسے دیکھ بھال لے اور باقی مہینہ کو توبہ اور عبادت میں مشغول رہ کر رخصت کر، استغفار اور اطاعت سے نفع اندوز ہو، شاید کہ تیرا بھی ان لوگوں میں شمار ہو جائے جو اللہ کی رحمت اور مہربانی کے طلبگار ہیں۔

باقی رمضان کو آنسو بہاتے ہوئے رخصت کر، اپنے منحوس نفس پر چیخ چیخ کر اور

ہائے ہائے کر کے گریہ و زاری کر کہ بہت سے روزہ دار شائد آئندہ سال روزہ ہی نہ رکھ سکیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آئندہ سال رمضان المبارک سے پہلے ہی مر جائیں۔ بہت سے رات کو سونے والے پھر کبھی رات کو نماز نہیں پڑھ سکیں گے، مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی ادا کر دی جائے تو بہت ہی افضل ہے کاش ہمیں یہ معلوم ہو جاتا کہ ہمارے روزے اور نمازیں قبول ہو جاتی ہیں یا لوٹا کر ہمارے منہ پر ماردی جاتی ہیں۔

کاش ہمیں یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ ہم میں سے کون مقبول ہے کہ ہم اس مبارک باد دیتے اور کون مردود ہے ہم اس کی تعزیت کرتے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے بھی ہیں جن کو سوائے بھوک اور پیاس کے روزوں سے کچھ اور حاصل نہیں ہوتا۔ بہت سے راتوں کو نمازیں پڑھنے والے ہیں کہ جن کی نمازوں کا سوائے بیدار رہنے کے اور کچھ بھی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۸ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ

یعنی اس شب میں (فرشتے) اپنے رب کے حکم سے تمام تر بھلائی کے ساتھ (نازل ہوتے ہیں) اب یہ وضاحت فرمائی جا رہی ہے کہ یہ تمام تر انعامات فرشتے ازخود ہی نہیں لا رہے بلکہ اس کا حکم قادر مطلق نے ان کو دے رکھا ہے کہ وہ شام سے صبح تک یعنی تمام رات میں آسمانوں سے زمین پر آئیں اور عبادت گزار بندوں کو انعامات عطا کریں۔ یقیناً ان انعامات کے مستحق اور حقدار وہی لوگ ہوتے ہیں جو رات میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔

سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ

یعنی یہ رات بھرپور سلامتی والی ہے اور طلوع فجر تک اس میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ ہاں ضرور سلامتی ہے مگر سلامتی تو ان کے لئے ہے کہ جو لوگ رات کو جاگ کر اپنے عیش و آرام تج کر عبادت کریں گے اور جو لوگ دوسرے امور میں یہ رات ضائع کریں گے یا وہ لوگ جو خواب خرگوش کے مزے اس رات میں لوٹیں گے ان کے لئے بھلا کون سی سلامتی ہوگی۔ دوسرے یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ اس رات کو تلاش کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اب بھلا یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ کون سی رات ہے کہ جس کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ ہزار مہینوں سے بہتر و افضل ہے۔

اس سلسلہ میں اکثر بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس کو آخری دھائی کی طاق راتوں میں تلاش کیا جائے اور بعض بزرگوں نے پورا عشرہ ہی کہا ہے۔ بعض بزرگوں نے بڑے وثوق سے فرمایا ہے کہ یہ ستائیسویں شب ہے جبکہ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ تعین کے اعتبار سے کوئی بھی رات باوثوق نہیں اور آخری عشرہ کی تمام راتیں ہی برابر ہیں۔

حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک اکیسویں شب زیادہ قابل بھروسہ ہے۔ اسی طرح بعض بزرگوں نے انتیسویں رات کو قابل وثوق کہا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی خیال ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسن بصریؒ نے پچیسویں رات کو باوثوق کہا مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ چوبیسویں رات شب قدر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب ستائیسویں شب کے قائل تھے۔ ستائیسویں شب ہونے کے ثبوت میں اکثر اوقات اس حدیث مبارکہ کو بیان کیا جاتا ہے جس کو حضرت امام احمد نے اپنی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں لوگ اپنے خواب آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے برابر بیان کیا کرتے تھے اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے خواب ستائیسویں شب کے متعلق متواتر ہیں۔ اس لئے جو شخص بھی شب قدر کی جستجو کرے وہ ستائیسویں شب کو کرے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے طاق عددوں پر جب غور کیا تو سات سے زیادہ لائق اعتماد کسی دوسرے طاق عدد کو نہیں پایا۔ پھر فرمایا کہ آسمان سات ہیں، زمین سات ہیں، راتیں سات ہیں، افلاک یعنی سیارے سات ہیں، سمندر سات ہیں، صفا و مرہ کے درمیان دوڑنا سات مرتبہ ہے، کعبہ کا طواف سات بار ہے، حج میں کنکریاں مارنا سات بار ہے، انسان کی بنیادی تخلیق سات اعضاء سے ہے، اس کے چہرے میں سات سوراخ ہیں یعنی دو کان دو آنکھیں دو ناک کے سوراخ اور ایک منہ کا دھانہ۔

قرآن کریم میں حم سے شروع ہونے والی سورتیں سات ہیں، سورۃ الحمد کی آیات

سات ہیں، قرآن کریم پڑھنے کے لہجے سات ہیں، سجدہ سات اعضاء سے ہوتا ہے، جہنم کے دروازے سات ہیں، جہنم کے نام سات اور جہنم کے درجات سات ہیں، اصحاب کہف کی تعداد سات، قوم عام کی ہلاکت کے لئے چلائی گئی آندھی کا دورانیہ سات روز، حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں سات برس رہے، پانچ نمازوں کی رکعات ستر ہیں، نسبی عورتیں بھی سات حرام ہیں اور سسرالی عورتیں بھی سات ہی حرام ہیں۔

شروع سورۂ قدر سے لفظ سلام تک حروف کی تعداد 27 ہے، حضرت ایوب علیہ السلام سات سال تک دکھ میں رہے۔ سردی کے آخری ایام سات ہیں، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سات طرح کے آدمی شہید ہیں۔

(1) جہاد میں مرنے والے

(2) طاعون سے مرنے والے

(3) سل سے مرنے والے

(4) ڈوب کر مرنے والے

(5) جل کر مرنے والے

(6) پیٹ کی بیماری سے مرنے والے

(7) وضع حمل سے مرنے والی عورتیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد اس زمانے کے سات گز کے برابر تھا اور آپ کے عصا کی لمبائی بھی سات گز تھی۔ چنانچہ یہ رات بھی ستائیسویں ہی ہے۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ شب قدر کا تعین کر کے اپنے بندوں کو رب کریم علیم وخبیر نے کیوں نہ بتلا دیا جبکہ فضیلت تو بتلا دی تو اس سلسلہ میں بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اس سے غرض یہ رہی ہو گی کہ مبادا لوگ اعتماد نہ کر بیٹھیں اور یہ خیال نہ کر لیں کہ ایسی رات جو کہ ہزار مہینوں یعنی تقریباً سوا تراسی سال (83 سال اور چار ماہ) سے افضل ہے ہم تو عبادت کر چکے اور اللہ تعالیٰ نے تو ہماری مغفرت کر دی، یہ خیال کر کے وہ عمل کو ہی ترک نہ کر دیں اور بالکل مطمئن ہو کر نہ بیٹھ رہیں اور اس کے نتیجہ میں برباد ہو جائیں۔

بزرگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ شب قدر کے تعین کی اطلاع نہ دینے کی وجہ جو کہ وقت موت کی اطلاع نہ دینے کی ہے تا کہ اپنی موت کا وقت جاننے والا یہ نہ کہنے لگے کہ

ابھی تو میری عمر کافی ہے، چنانچہ ابھی عیش، لذتیں اور خواہشیں حاصل کرلوں، جب زندگی کے خاتمہ کا وقت قریب آئے گا تو پھر توبہ کرلوں گا اور عبادت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤں گا اور توبہ کر کے نیکو کاری کی حالت میں مروں گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موت کی گھڑی انسانوں سے پوشیدہ رکھی تا کہ ہمیشہ موت سے ڈرتے رہیں، نیک اعمال کرتے رہیں، توبہ اور اعمال صالح پر قائم رہیں تا کہ موت بہترین حالت میں آئے اور دنیا کی خوشیوں کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عذاب سے بچ جائیں۔

شب قدر کی علامت کے بارے میں بزرگوں کا خیال ہے کہ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ رات بالکل صاف و بے کدورت ہوتی ہے، نہ گرم نہ سرد ہوتی ہے۔ بعض بزرگوں نے اس کی علامت کے طور پر یہ بھی کہا ہے کہ اس ساری رات میں کتے نہیں بھونکتے یعنی کتوں کے بھونکنے کی آوازیں نہیں آتیں۔ جبکہ صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ بالکل صاف اور بغیر کرنوں کے طلوع ہوتا ہے۔

واللہ اعلم الصواب

صدقہء فطر کی فضیلت

اللہ کریم علیم وخبیر کا ارشاد عالیشان ہے کہ:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اِسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی

فلاح کی دو صورتیں بزرگوں نے بیان فرمائی ہیں پہلی ہے دنیا میں مصائب و آفات سے محفوظ رہنا اور آخرت میں دوزخ سے نجات پا کر جنت کا حصول دوسری طرف یہ ہے کہ توفیق طاعت کی وجہ سے دنیا میں برکت و سعادت سے ہمکنار ہونا اور آخرت میں ہمیشہ جنت میں رہنا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ

یعنی ایمان والوں یا مومنوں کو سعادت حاصل ہوگئی یا فلاح حاصل ہوگئی۔

اسی قسم کا مفہوم ہمیں اس آیہء مبارکہ میں دکھائی دیتا ہے کہ:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی

یعنی جس کو زکوٰۃ ادا کرنے اور ایمان وتقویٰ کی وجہ سے گناہوں سے پاک

رہنے کی توفیق مل گئی۔ وہ تو خوش نصیب ہو گیا اور جس نے تزکیہ نہ کیا یعنی زکوٰۃ ہی نہ دی اور گناہوں سے بھی اپنے اعمال کو پاک نہ رکھا اس کے لئے تو کوئی بھی فلاح نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ لایفلح المجرمون یعنی گناہگار کے لئے کوئی فلاح نہیں یا یوں کہ گناہ گار کبھی بھی کامیاب اور خوش نصیب نہیں ہوں گے یا ہو سکتے۔

مفسرین والا شان نے آیت شریف من تزکی کے تفسیری معنوں میں قدرے اختلاف کر کے فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی قدر ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو ایمان کے ذریعہ سے شرک سے پاک وصاف ہو گیا۔ حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جو اپنے اعمال سے صالح ہو گیا اور اس کے اعمال میں ترقی ہوتی چلی گئی۔ حضرت ابوالاحوص علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس سے مراد زکوٰۃ دینے والے سے ہے۔ حضرت قتادہؒ اور حضرت عطارؒ کا بیان ہے کہ اس آیت سے مراد صرف صدقہ ءفطر مراد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو واحد جانا اور پانچوں نمازوں کو ادا کیا گویا ذکر اسم ربہ فصلی میں ذکر اسم سے مراد ہے، توحید اور صلوٰۃ سے مراد ہے صلوٰۃ پنجگانہ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر اسم سے مراد ہے تکبیرات کہنا اور صلی سے مراد ہے عید گاہ کو جا کر نماز عید پڑھنا۔ حضرت وکیع بن جراح نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے لئے صدقہ ءفطر کی وہ حیثیت ہے جو کہ نماز کے لئے سجدۂ سہو کی ہے۔ روزہ دار کو بیہودہ گوئی سے باز رکھنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقہ ءفطر کو واجب قرار دیا ہے۔

گویا کہ روزہ دار کے روزہ میں بیہودہ گفتگو، جھوٹ، چوری، چغل خوری، مشتبہ روزی اور خوبصورت عورتوں کی طرف نگاہ کرنے سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کی تلافی صدقہ ءفطر سے ہو جاتی ہے۔ صدقہ ءفطر مذکورہ گناہوں کا کفارہ روزوں کا تکملہ اور روزوں کی خرابی کی تلافی کا ذریعہ ہے۔ جس طرح گناہوں کے لئے توبہ و استغفار اور سہو کے لئے سجدہ ہے۔ درحقیقت شیطان ہی نماز میں سہو جانے کا سبب ہے۔ پس سجدۂ سہو شیطان کو ذلیل وخوار کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح گناہوں کا اور روزوں میں بیہودہ گوئی کا سبب بھی شیطان ہی ہوتا ہے۔ پس گناہوں سے توبہ اور رمضان المبارک کے روزوں کی خرابی کو دور

کرنے کے لئے صدقہ فطر بھی شیطان کو ذلیل وخوار کرنے کا ذریعہ ہے۔

عیدالفطر کی فضیلت

اگرچہ عیدالفطر رمضان المبارک کے متبرک مہینہ میں شامل نہیں مگر یہ بلاشبہ مومنین کے لئے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے عطیہ ضرور ہے اور اس کی رات میں بھی عبادت کا بہت بڑا درجہ ہے۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ اس روز اللہ کریم اپنے بندوں کو روزوں میں کی گئی عبادات اور مشقت کا منافع، احسانات اور بیش بہا انعامات سے نوازتا ہے۔ گویا لفظ عید منافع کی جمع عوائد سے ماخوذ ہے۔

یہ روز اس لئے بھی متبرک اور اہمیت کا حامل ہے کہ اس روز بندے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی طرف لوٹتے ہیں یعنی فرض سے سنت کی طرف۔ رمضان کے روزوں میں محض ایک روز کا وقفہ پیدا کر کے شوال کے چھ مسنون روزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

لفظ عید کی وجہ تسمیہ بعض بزرگوں نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ عید کا روز وعدۂ ثواب اور وعید عذاب کے ذکر کا دن ہے۔ نیک اعمال کی جزا اور مزید عنایات کا دن ہے، مومنوں اور مومنات کی دوزخ سے آزادی کا دن ہے۔ اس روز اللہ تعالیٰ اپنی قریب و بعید مخلوقات کی طرف خصوصی توجہ فرماتا ہے اور کمزور بندے اپنے رب کے سامنے گناہوں سے توبہ ورجوع کرتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ عیدالفطر کے روز اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا، طوبیٰ کا درخت بویا، حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی کے لئے منتخب فرمایا اور اسی روز فرعون کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے آنے والے جادوگروں نے توبہ کر کے مغفرت حاصل کی۔

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے اور مومنین نماز کی ادائیگی کے لئے جا رہے ہوتے ہیں تو اللہ کریم ان پر نظر رحمت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تم نے میرے لئے روزے رکھے اور میرے لئے نمازیں پڑھیں، تمہاری مغفرت کر دی گئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے، اللہ تعالیٰ فطر کی رات کو اس کا اجر پورا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فطر کی صبح کو فرشتے زمین پر اتر کر گلیوں اور چوراہوں کے دھانوں پر کھڑے ہو کر پکارتے ہیں، ان کی آواز سوائے جن وانس کے سبھی مخلوق سنتی ہے وہ کہتے ہیں اے امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی طرف آؤ، تمہارا رب تمہارے تھوڑے عمل کو بھی قبول کرتا ہے اور ثواب زیادہ عطا فرماتا ہے اور تمہارے بڑے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

جب لوگ عیدگاہ میں جا کر نماز عید پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی کی حاجت کو پورا کئے بغیر اور کسی سوالی کو اس کا سوال پورا کئے بغیر نہیں چھوڑتا اور کسی گناہ کو معاف کئے بغیر نہیں چھوڑتا اس روز لوگ مغفور کر واپس لوٹتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شب فطر کا نام شب انعام رکھا گیا ہے۔ فطر کی صبح کو بحکم الٰہی، فرشتے زمین پر اتر کر گلیوں کے دہانوں پر کھڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ جن کی آواز کو سوائے جن وانس کے سب مخلوق سنتی ہے۔ لوگ عیدگاہ کی طرف نکل جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے میرے ملائکہ۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ہم حاضر ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اگر مزدور اپنا کام پورا کرے تو اس کو اجر یا مزدوری پوری عطا فرما دے۔ رب جلیل ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ رمضان کے روزوں کا اور نماز شب کا اجر میں نے اپنی خوشنودی اور گناہوں کی مغفرت کو بنا دیا۔ پھر فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، اپنی عزت وجلال کی قسم آج اپنی اس جماعت میں تم جو کچھ آخرت کے لئے مجھ سے مانگو گے میں ضرور دوں گا اور جو کچھ اپنی دنیا کے سلسلہ میں مانگو گے میں تمہارے لئے اس کا لحاظ رکھوں گا۔ اپنی عزت وجلال کی قسم! تم جب تک میرا لحاظ رکھو گے میں تمہاری لغزشیں ضرور چھپاتا رہوں گا۔ دوسروں کے سامنے تم کو رسوا نہیں کروں گا۔ جاؤ تمہاری بخشش ہو گئی۔ تم نے مجھے رضامند کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرشتے یہ سن کر خوش ہوتے

ہیں اور ماہ رمضان المبارک کے خاتمہ پر اس امت کو اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا فرماتا ہے اس کی بشارت روزہ داروں کو دیتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم ایک مرتبہ عید کے روز چنے کی روٹی کھا رہے تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آج تو عید کا روز ہے پھر بھی آپ چنے کی روٹی کھا رہے ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ آج تو عید اس کی ہے جس کے روزے قبول ہو گئے ہوں، جس کی کوشش مشکور ہو گئی، جس کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہوں۔ ہماری آج بھی عید ہے اور کل بھی عید ہو گی۔ جس روز ہم اللہ عزوجل کی نافرمانی نہیں کریں گے وہی ہماری عید ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر عقل مند اور فہم و فراست والے شخص کو چاہئے کہ وہ عید کے ظاہری لباس کو دیکھنا اور پسند کرنا چھوڑ کر اپنی آنکھوں کو بند کر لے اور اس روز کو عبرت اور غور و فکر کی نظر سے دیکھے، بطور تشبیہ روز عید کو روز قیامت قرار دے اور شب عید میں چاند نکلنے کی آواز کو صور پھونکنے کی آواز خیال کرے۔ جب لوگ عید کے انتظار میں تیاری کر کے سو جاتے ہیں تو ان کی حالت کو ایسا سمجھے کہ جیسا صور کے دونوں نفخوں کے درمیان خواب یعنی موت کی حالت ہو گی اور عید کی صبح کو لوگ اپنے محلات اور گھروں سے مختلف احوال کے ساتھ طرح طرح کے رنگ برنگ لباس پہن کر نکلتے ہیں تو ہر ایک کا لباس اور آرائش جدا جدا ہوتا ہے۔ یہی حالت قیامت کے دن نیک لوگوں کی ہو گی وہ خوش و خرم ہوں گے اور گناہگار غم زدہ ہوں گے۔ متقی سواریوں پر سوار ہوں گے اور مجرم و گناہ گار گرتے پڑتے اوندھے منہ گھسٹتے یا پیدل چلتے ہوں گے۔

☆☆☆

شوال المکرّم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۱ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَـہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُـہٗ صَلَّی اللّٰـہُ عَلَیْـہِ وَعَلٰی آلِـہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

”تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے بیٹا نہیں بنایا اور نہ سلطنت اور ملک میں کوئی اس کا شریک ہوا۔ اور نہ لاچاری اور عاجزی کے سبب سے اس کا کوئی کارساز ہے۔ بلکہ وہی تنہا اور واحد تمام مخلوق کی کارسازی فرماتا ہے اور اسی کی بڑائی اور بزرگی بیان کیا کرو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد و یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل واصحاب پر بہت بہت درود وسلام بھیجے۔“

اسلامی تقویم کا یہ دسواں اور بہت اہم مہینہ ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یوں بیان کی جاتی ہے کہ دراصل یہ شول بالفتح سے ماخوذ ہے اوراس کا معنی ہے اونٹنی کا اپنی دم کو اٹھانا۔ عرب لوگ ان ایام میں اپنے گھروں سے بغرض سیر وتفریح اپنے اپنے گھروں سے نکل

پڑتے تھے۔ چنانچہ اس کا نام شوال رکھا گیا۔

اس ماہ مقدس کی یکم تاریخ کو ہی اہل اسلام روزوں کے بعد خوشی کا تہوار مناتے ہیں اور اس دن کو روزوں کے اجر کے طور پر مناتے ہیں۔ یہ دن مسلمانوں کے بڑے دنوں میں شمار ہوتا ہے اور اس دن کو یوم عید الفطر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ جس دن کو یوم الرحمۃ کہا جاتا ہے کیونکہ اس روز اللہ کریم علیم و خبیر اپنے بندوں پر رحمتوں کا نزول فرماتا ہے۔

اس ماہ مقدس کی سب سے بڑی یہ فضیلت ہے کہ اس کا پہلا روز ہی ایسا متبرک روز ہے کہ اس روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فطر کی زکوٰۃ کو روزہ دار کے لہو اور لغو سے طہارت حاصل کرنے اور مسکین کی روزی کے لئے فرض کر دی ہے۔ حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث سے صدقہ ء فطر کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ لغت میں فرض کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں اور شرع میں ایجاب کے۔ اگر کلام شارع، شرعی اور لغوی معنوں میں وارد ہو تو وہ معنی جہاں تک ہو سکے شرعی معنوں پر خیال کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے اکثر اوقات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شرعی احکام بیان فرماتے تھے نہ کہ لغات۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ صدقہ ء فطر انسان کے لئے دو فائدوں کے لئے واجب قرار دیا گیا۔ ایک تو کفارہ اس کی خطاؤں کا اور پاکیزگی کا حصول ان بے جا اعمال سے جو روزہ کی حالت میں سرزد ہوئے ہوں اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی کا یہاں تک کہ فقیر اس روز رزق وافر حاصل کر کے غربت کو دور کرے اور اس کو سوال کی حاجت ہی نہ رہے۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''فقراء کو آج کے روز سوال کرنے سے غنی کر دو۔'' یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ اس روز مساکین کے لئے عید تبھی ممکن ہو گی کہ امیروں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کی جائے یا یہ کہ امیر لوگ خود ہی غرباء و مساکین کو فطرانہ دے دیں۔

عید کے روز جس وقت فجر کا وقت ہوتا ہے تو اسی وقت صدقہ ء فطر واجب ہو جاتا ہے۔ مناسب یہی ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے ہی صدقہ ء فطر ادا کر دیا جائے وگرنہ بعد

میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ بعض بزرگوں نے عید سے ایک دو روز پہلے فطرانہ دینا بھی مناسب خیال کیا ہے کہ اس طرح نادار لوگ عید کا اچھی طرح اہتمام کر سکتے ہیں۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنے والی ہے کہ صدقہء فطر اس پر بھی لازم ہے کہ جس نے ماہ رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے۔ فطرانہ ایک شخص کو یا تین آدمیوں کو یا عورتوں کو بھی بانٹ کر دیا جا سکتا ہے ویسے ایک ہی کو دینا زیادہ بہتر خیال کیا جاتا ہے۔

عیدالفطر کی بڑی فضیلت ہے اور اس روز حجامت بنوانا، ناخن تراشنا یا ترشوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، عمدہ کپڑے پہننا اس روز صرف نیا ہی نہیں پرانا کپڑا بھی دھو کر پہنا جا سکتا ہے، خوشبو لگانا، نماز فجر اپنی قریبی مسجد میں ادا کرنا، نماز عید کی ادائیگی کے لئے عید گاہ یا مسجد میں جلدی جانا، نماز کی ادائیگی سے پہلے صدقہء فطر ادا کرنا، ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا اور نماز عید کے لئے جانے سے پہلے شیرینی کھانا مستحب ہے۔

متواتر روایات میں آتا ہے کہ عیدالفطر کی رات کو عبادت کا بہت درجہ ہے اور بہت فضیلت ہے۔ اگرچہ ہمارے ہاں تو یہ دیکھا جا رہا ہے کہ جونہی چاند نظر آیا لوگ عشاء سے بھی غافل ہو جاتے ہیں اور نماز فجر کے وقت جو عید کی صبح کو ہوتی ہے محض چند لوگ دکھائی دیتے ہیں حالانکہ ایک دو روز پہلے تو ہماری مساجد میں گویا تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ یہ طریقہ کار بالکل غلط ہے۔ وہ رات جو ہم فضول ہلے گلے میں چاند رات کہہ کر گزار دیتے ہیں اگر وہی رات ہم عبادت میں گزاریں تو بہت سے فضائل کے ہم مستحق بن سکتے ہیں۔

ان الفاظ کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگ بسا اوقات پورے مہینہ کی محنت و مشقت و ریاضت و عبادت کے بلند پایہء فضائل کو محض ایک رات کے چند گھنٹوں میں ہی نادانی میں ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ رہی سہی کسر ہم لوگ عید کے روز پوری کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ رات و دن تو عبادت ہی کے لئے خالق کائنات نے بنائے ہیں اور ہمیں چاہیئے کہ ان مبارک ساعتوں کو اپنے لئے غنیمت جانیں اور آخرت کے لئے زاد راہ تیار کریں۔

اس ماہ محترم کی دوسری بڑی فضیلت اس میں چھ روزے رکھنا ہیں، روایت ہے کہ جس نے بھی رمضان المبارک کے ماہ مبارک میں روزے رکھے اور پھر ماہ شوال کے بھی چھ روزے رکھے تو ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے پورا سال ہی روزے رکھے۔

اس بارے میں ایک حدیث مبارکہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر ان کے ساتھ شوال کے بھی چھ روزے ساتھ ملائے اس نے گویا ساری عمر ہی روزے رکھے۔

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ شوال کی پہلی رات کو یا پھر بعد از نماز عید ان نوافل کا بہت بڑا درجہ ہے۔ ترکیب یوں بیان کی گئی ہے کہ چار نوافل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 21 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ ایسا عمل کرنے والی عورت یا مرد کے لئے اللہ کریم بہشت کے تمام دروازے کھولنے کا حکم دے گا کہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے اور اس کے لئے تمام دروازے دوزخ کے بند کر دیئے جائیں گے۔

اس بارے میں ایک دوسری روایت بھی موجود ہے کہ شوال کے پورے مہینہ میں کسی بھی مناسب وقت میں آٹھ رکعتیں اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص آٹھ مرتبہ پڑھے۔ جب تمام رکعتیں پوری کر چکے تو پھر 70 مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کے بعد 70 مرتبہ اس درود شریف کو پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اس عمل کو کرنے والے کے لئے رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس کی 70 دنیاوی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ اور یہ دنیا میں ہی اپنا جنت والا گھر دیکھ لیتا ہے۔

☆☆☆

ذوالقعدہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا ا وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ وَھُمْ ھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ا یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَاتَکْسِبُوْنَ

''تمام تعریف اس اللہ عزوجل کے لئے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور اندھیروں اور اجالوں کو بنایا۔ (ان واضح نشانیوں کو دیکھ کر بھی) کافر اپنے پروردگار کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ اللہ ہی ہے کہ جس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا پھر (تمہاری عمر کی) مدت مقرر کی اور مدت مقررہ اسی کے پاس ہے پھر (باوجود ان سب باتوں کو جاننے کے) تم اس کی وحدانیت میں شک کرتے ہو۔ آسمانوں اور زمینوں میں وہی ایک اللہ ہے تمہارے پوشیدہ اور ظاہر اور جو کچھ تم کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔''

اسلامی تقویم کا گیارھواں مہینہ ہے۔ حرمت والے مہینوں میں یہ پہلا مہینہ ہے کہ جس میں قبل از اسلام بھی جنگ وجدل ممنوع تھا۔ چونکہ اہل عرب اس مہینہ جنگ وغیرہ نہیں کرتے تھے اور سواریوں سے اتر جاتے تھے چنانچہ اس کو بیٹھ جانے والا مہینہ کہا جاتا ہے۔

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اکرِمُوا ذِی الْقَعدَةِ فَاِنَّهُ اَوَّلُ مِنْ شُهُوْرِ الْحَرَمِ

''یعنی ماہ ذیقعدہ کی بزرگی اور تعظیم کرو کہ وہ حرمت والے مہینوں میں اول مہینہ ہے۔''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ذی قعدہ کے روزوں کو بہت بہت غنیمت جانو کہ ہزار برس کی عبادت سے بڑھ کر ہیں۔

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ ذِی الْقَعْدَةِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ سَاعَةٍ مِنْهُ

ثَوَابَ حَجٍّ مَقْبُوْلٍ وَبِكُلِّ نَفَسٍ يَتَنَفَّسُهُ الصَّائِمُ ثَوَابَ عِتْقِ رَقَبَةٍ

''یعنی جس نے ذی قعدہ کے ماہ محترم میں کسی بھی دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر ساعت کے بدلہ میں ایک مقبول حج کا ثواب اور اس کے ہر سانس کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دے گا۔''

آقائے نامدار، باعث وجہ وجود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ''ذی قعدہ کے دوشنبہ کو روزہ رکھنا ایک ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔''

نبی کریم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو کوئی اول شب یا اول روز ذی قعدہ کو چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد 23 مرتبہ سورۂ اخلاص بھی پڑھے تو اس کے لئے جنت میں ایک لاکھ چوراسی ہزار محلات یاقوت سرخ کے بنائے جائیں گے اور ہر محل میں اسی قدر خانے یا کمرے ہوں گے اور ہر ایک میں اسی قدر تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ایک ایک حور ہو گی کہ چاند اور سورج اس کے آگے ماند پڑ جائیں گے۔

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی بھی مسلمان اس ماہ مبارک میں روزانہ دو رکعت نماز نفل پڑھے تو اس کے نامہء اعمال میں ایک شہید اور ایک حج کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ماہ ذی قعدہ کے کسی

بھی جمعۃ المبارک میں چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص اکیس اکیس بار پڑھے تو اس کے نامہء اعمال میں خیرات اور ایک حج مقبول کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

ایک بڑا ہی زبردست عمل آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کی وجہ سے بندے کے گناہ معاف ہو جائیں۔ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ماہ ذی قعدہ کو ایک سو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہء قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جان ہے کہ تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ اس کے بخش دیئے جائیں گے اور دس ہزار محلات بہشت میں اس کو عطا کیے جائیں گے۔ جن کی درازی احاطہء قیاس سے باہر ہے اور شراب طہور اس کے پینے کو عطا کی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ علیم وخبیر ارشاد فرماتا ہے کہ **وسقاھم ربھم شرابا طھورا۔**

اس حرمت والے ماہ محترم میں یوں تو بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے صرف چند نذر قارئین ہیں۔ تفسیر خازن وغیرہ میں رقم ہے کہ اسی ماہ محترم کی پہلی تاریخ کو اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا کہ انہیں کتاب عطا کی جائے گی۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد عالیشان سورۂ اعراف میں ہے کہ ''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور بڑھا کر پوری کر دیں۔ تو اس کے رب کا وعدہ چالیس راتوں میں پورا ہوا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا کہ میری قوم پر میرے نائب بن کر رہنا اور ان کی اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ میں دخل نہ دینا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حسب وعدہ حاضر ہوا تو اس کے رب نے اس سے کلام فرمایا۔

تفسیر اس کی کچھ یوں بیان کی جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرعون کو ہلاک فرما دے گا تو وہ اللہ کی کتاب لائیں گے جس میں حرام وحلال کے احکامات ہوں گے۔ یہ یوں کہ تب اللہ تعالیٰ ان پر کتاب نازل فرمائے گا۔ پھر جب فرعون ہلاک ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتاب کے نزول کی

درخواست کی تو حکم ہوا کہ تیس روزے رکھیں۔ جب روزے پورے تیس ہو چکے تو آپ نے محسوس کیا کہ آپ کے منہ سے قدرے بو آتی ہے تو آپ نے مسواک کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام)! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو میرے نزدیک مشک وعنبر سے زیادہ اچھی ہے تو آپ ماہ ذی قعدہ کے بھی دس روزے رکھیں۔ تب آپ کو کتاب عطا ہوئی۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی ماہ محترم کی پانچویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ذی شان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ اگرچہ روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلی مرتبہ خانہ کعبہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی اور تعمیر بھی کیا تھا۔ پھر جب طوفان نوح آیا تو اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو پرانی بنیاد پر ازسرنو تعمیر کیا تھا۔

عجائبات المخلوقات میں رقم ہے کہ اس ماہ محترم کی چودھویں تاریخ کو حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ سے نکالا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جب ان کی قوم نے توبہ استغفار کی تو عذاب میں تاخیر ہوئی۔ یوں حضرت یونس علیہ السلام چپکے سے اپنے شہر سے نکلے اور دریائی سفر کا ارادہ فرمایا اور ایک کشتی پر مسافروں کے ساتھ سوار ہو گئے۔

دوران سفر یکایک کشتی ٹھہر گئی جس کا بظاہر کوئی سبب معلوم نہ ہوا۔ اس زمانہ کے حساب کے مطابق وہاں پر لوگوں نے کہا کہ یوں دکھائی دیتا ہے کہ اس کشتی میں اپنے مالک سے بھاگا ہوا کوئی غلام بھی سفر کر رہا ہے۔ جب تک اس کو دریا میں نہیں ڈالا جائے گا تب تک کشتی رواں نہیں ہو گی۔ جب کوئی بھی نہ بولا تو یہ طے ہوا کہ قرعہ نکالا جائے۔ جب بار بار قرعہ نکالا گیا تو صرف حضرت یونس علیہ السلام کا نام ہی نکلا چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ہی اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام ہوں۔ چنانچہ آپ نے خود ہی دریا میں اترنا قبول کر لیا۔ جیسے ہی آپ نے دریا میں چھلانگ لگائی تو ایک بڑی سی مچھلی نے آپ کو اللہ علیم وخبیر کے حکم سے نگل لیا۔ اس بارے میں کوئی بھی مصدقہ روایت نہیں ملتی کہ آپ کتنے دن مچھلی کے پیٹ میں رہے، مختلف روایات میں بعض کا خیال ہے کہ ایک روز بعض کہتے ہیں تین

روز بعض نے سات روز اور بعض نے چالیس روز کہا ہے۔

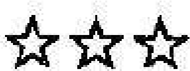
مگر اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ آپ نے مچھلی کے پیٹ میں بکثرت آیہء کریمہ:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

پڑھا۔ اسی سبب سے آپ کو مچھلی نے دریا کے کنارے ڈال دیا۔ جیسا کہ سورۃ انبیاء میں رب العزت نے ارشاد فرمایا "اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے تو اندھیروں میں پکارا۔ کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک میں ہی ظالموں سے ہوں۔ تو ہم نے اس کی پکار کو سن لیا اور اس کو نجات بخشی اور ایسی ہی نجات ہم مومنوں کو بخشیں گے۔"

روایات میں آتا ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کیوجہ سے آپ کا جسم بہت کمزور اور نازک ترین ہو گیا۔ ایسا ہو گیا تھا کہ جیسے کوئی نوزائیدہ بچہ ہوتا ہے جسم کی کھال بہت زیادہ نرم ہو گئی تھی۔ بدن اطہر پر کوئی بھی بال باقی نہ رہ گیا تھا۔ جب مچھلی نے آپ کو کنارے پر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے وہاں پر کدو کا درخت اگا دیا جو آپ پر سایہ کرتا تھا اور آپ کو مکھیوں سے محفوظ رکھتا تھا۔ ایک بکری روزانہ وہاں حاضر ہوتی اور آپ کو دودھ پلا جاتی وہ یہ کام صبح و شام کرتی۔ اس عمل سے بہت ہی جلد آپ کے بدن مبارک کی کھال مضبوط ہوتی چلی گئی اور بال نئے سرے سے اگ آئے۔ روایت ہے کہ کدو کا درخت اسی ماہ کی سترہ تاریخ کو اگایا گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے اور نیک کاموں کی توفیق جلیل عطا فرمائے۔ آمین! (ثم آمین)



ذی الحجہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ • اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَیَعۡفُوۡا عَنِ السَّیِّاٰتِ ا عَالِمِ الۡجَھۡرِ مِنۡ عِبَادِہٖ وَالۡخَفِیَّاتِ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ فِی الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتِ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اِلَی الۡبَرِیَّاتِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ مَعَ التَّسۡلِیۡمَاتِ وَالتَّحِیَّاتِ اَمَّا بَعۡدُ

''تمام تعریف اس اللہ کریم کے لئے ہے کہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی برائیوں اور بداعمالیوں کو معاف فرماتا ہے۔ اپنے بندوں کا ظاہر اور پوشیدہ تمام باتوں سے واقف اور آگاہ ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں اس بات کی کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و تنہا ہے۔ زمینوں اور آسمانوں میں کوئی اس کا شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے و رسول ہیں تمام مخلوقات کی طرف۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر درود و سلام اور تحیات یعنی تحفے نازل فرمائے۔ آمین!''

ذی الحجہ کے فضائل

اسلامی مہینوں میں ذی الحجہ کے مہینہ کی بے حد و حساب فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ مسلمانوں کی دوسری عید اس مہینہ میں ہوتی ہے اور اسی مہینہ میں اسلام کے دو

بنیادی ارکان یعنی حج اور قربانی بھی ادا کیے جاتے ہیں اگرچہ یہ دونوں فرائض صرف صاحب حیثیت لوگوں پر ہی فرض ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اللہ کریم غفور الرحیم نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور ان کو اپنی رحمت سے نوازا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام مقام عرفہ میں تھے۔ عرفہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرفہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے گناہ یا غلطی کا اعتراف کیا تھا۔ اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درجہ ء خلت یعنی دوستی کا درجہ پایا۔

اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال مہمانوں کی مہمانداری کے لئے مخصوص کر دیا، اپنی جان کو رب تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خاطر آگ کے حوالہ کر دیا اور اس عشرہ میں اپنے لخت جگر کو قربانی کے لئے ڈھیر کر دیا۔ یہ کسی بھی بندے کی اللہ تعالیٰ پر توکل کی انتہا تھی۔ یہی وہ عشرۂ محترم ہے کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کا آغاز فرمایا۔

اسی عشرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور آپ کلیم اللہ بنے۔ اسی عشرۂ محترم میں حضرت داوٗد علیہ السلام کی خطا معاف کر دی گئی۔ یہی وہ عشرہ ہے کہ جس کی دسویں تاریخ کی صبح کو نزول قرآن کریم فرقان حمید کی ابتداء ہوئی۔ بزرگوں نے اس روایت کو درست تسلیم کیا ہے۔

اسی عشرۂ محترم میں بیعت رضوان ہوئی۔ جس درخت کے نیچے بیعت ہوئی تھی وہ کیکر کا درخت تھا، صحابہ ء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد تقریباً چودہ، پندرہ سو تھی۔ ان پاکباز بزرگوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوسنان اسعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ تمام مہینوں کا سردار ماہ رمضان المبارک ہے اور سب سے زیادہ اور سب سے بڑی حرمت والا مہینہ ذی الحجہ کا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا کے تمام ایام سے افضل عشرہ ذی الحجہ کے ایام ہیں۔ صحابہ

کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ کیا ان ایام میں عمل کرنے کے برابر راہ خدا میں جہاد کرنا بھی نہیں۔ ارشاد ہوا کہ ہاں اگر کوئی شخص اپنا منہ خاک آلودہ کرے۔

قبل از اسلام بھی اس مہینہ کی حرمت مشرکین میں قائم تھی۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص گانے بجانے کا شوقین تھا مگر جب ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیتا تو پھر اسی روز سے روزے رکھنا شروع کر دیتا۔ جب اس کی اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ان دنوں کے روزے رکھنے کا تیرے لئے کیا باعث ہے؟

اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! یہ دن تو عبادت اور حج کے ہیں اور میری یہ خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کے صدقہ میں مجھے بھی شریک فرما دے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو جو روزہ رکھتا ہے تو ہر دن کے روزہ کے عوض تجھے سو غلام آزاد کرنے اور سو اونٹ قربانی کے لئے حرم شریف کو روانہ کرنے اور ہزار گھوڑے جہاد میں سواروں کے لئے دینے کے برابر ثواب حاصل ہو گا اور عرفہ کے روز کے روزہ کے عوض دو ہزار غلام آزاد کرنے، دو ہزار اونٹ قربانی کے لئے بھیجنے اور دو ہزار گھوڑے جہاد میں سواری کے لئے دینے کا ثواب ہو گا اور سال بھر پہلے اور سال بھر بعد کے روزوں کا بھی ثواب حاصل ہو گا۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے بھی عشرۂ ذی الحجہ (ابتدائی دس راتیں) کی کسی بھی تاریخ کو رات بھر عبادت کی تو گویا اس نے چھ سال بھر حج وعمرہ کرنے والے کی سی عبادت کی اور جس نے عشرۂ ذی الحجہ کا کوئی روزہ رکھا تو گویا اس نے پورا سال ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

فضیلت والی نماز

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عشرۂ ذی الحجہ جب آ جائے تو عبادت کی کوشش کیا کرو

کیونکہ عشرہ ذی الحجہ کو اللہ کریم نے بزرگی وفضیلت عطا فرمائی ہے اور اس عشرہ کی راتوں کو بھی وہی عزت عطا فرمائی ہے جو اس کے دنوں کو، اگر کوئی شخص اس عشرہ کی کسی رات کو آخری تہائی حصہ میں چار رکعتیں بہ ترکیب ذیل پڑھے گا تو کعبہ شریف کے حج کرنے والے اور روضہ پاک کی زیارت کرنے والے کے برابر اس کو ثواب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

ترکیب کچھ یوں ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک مرتبہ، سورۂ اخلاص اور آیت الکرسی تین تین بار پڑھے۔ جب نماز کی چاروں رکعتیں پوری ہو جائیں تو سلام پھیر کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر ان مقدس کلمات کو ادا کرے۔

سبحان ذی العزة والجبروت

پاک ہے اللہ عزت اور غلبہ والا

سبحان ذی القدرة والملکوت

پاک ہے اللہ قدرت اور حکومت والا

سبحان الحی الذی لایموت

پاک ہے اللہ جو زندہ ہے جسے موت نہیں

سبحان الله رب العباد والبلاد

پاک ہے اللہ جو رب ہے بندوں کا آبادیوں کا

والحمد لله کثیرا طیبا مبارکا

اور ہر حال میں کثیر، پاکیزہ اور برکت والی

علیٰ کل حال. الله اکبر

حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ اللہ بزرگ و

کبیرا ربنا جل جلاله و قدرته بکل مکان

برتر ہے۔ اس کی عظمت بڑی ہے اس کی قدرت ہر جگہ ہے۔

اگر اس ترکیب کے ساتھ عشرۂ ذی الحجہ کی رات کو نماز پڑھی جائے تو پڑھنے والی عورت ہو یا مرد اس کو فردوس اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ فروکش کرے گا اور اس کے ہر گناہ کو معاف کر دیا جائے گا۔ گذشتہ گناہوں کی معافی کے بعد اس کو اچھے اعمال کی تلقین کی جائے گی۔

اگر عرفہ کے دن روزہ رکھے اور عرفہ کی رات کو یہی نماز پڑھے اور یہی دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں بہت زیادہ گریہ وزاری کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا اور کعبہ کے حاجیوں میں اس کو شامل کر دیا۔ فرشتے اس عطائے الٰہی سے خوش ہوتے ہیں اور جو نماز ادا کرے اس کو بشارت دیتے ہیں۔

یہ فقیر عرض کرتا ہے کہ پہلے والی امتوں پر بڑی بڑی عبادتوں کے بوجھ تھے اور ان کی عمروں کا زیادہ تر حصہ عبادات میں ہی گزر جاتا تھا مگر امت محمد رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ کریم غفور الرحیم کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے کم وقت میں کی جانے والی عبادات کو درجۂ قبولیت عطا فرمایا۔ اب آپ اسی نماز کو دیکھ لیجئے کہ ان چار رکعتوں میں زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ ہی صرف ہوگا مگر اس کی فضیلت کس قدر ہے۔ بات صرف ہوتی ہے عمل کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کی توفیق جلیل عطا فرمائے۔

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جو بھی ان دس ایام کی عزت وتکریم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دس چیزیں عطا فرما کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔ عمر میں برکت، مال میں زیادتی، اہل و عیال کی حفاظت، گناہوں کی معافی، نیکیوں میں دوگنا اضافہ، جان کنی میں آسانی، تاریکیوں کی روشنی، میزان کو وزنی بنانا، دوزخ کے طبقات سے نجات اور جنت کے درجات پر عروج۔

بزرگوں کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو خیرات دی اس نے گویا پیغمبروں کو دیا، جس نے ان ایام میں کسی بیمار کی عیادت کی، اس نے گویا اولیاء اللہ یا ابدال کی عیادت کی، جو کسی کے جنازہ کے ساتھ ان ایام میں چلا گویا وہ شہیدوں کے جنازوں میں چلا، جس نے کسی مومن کو ان ایام میں لباس پہنایا اس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا۔ جو اس زمانے میں کسی علمی مجلس میں شریک ہوا وہ گویا انبیاء وپیغمبروں کی مجلس میں شریک ہوا۔

حضرت وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو وہ چھ روز تک متواتر اپنے گناہوں پر روتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں روز وحی

بھیج کر دریافت کیا کہ اے آدم علیہ السلام! کیا تجھے تکلیف ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! میری مصیبت بڑی ہے، میرے گناہ نے مجھے ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ میں عزت و سعادت اور خلد و بقا کے گھر سے نکل کر ذلت، بدبختی اور موت اور فنا کے گھر میں آ گیا ہوں پھر کیوں نہ اپنے گناہ پر گریہ وزاری کروں۔

اللہ رب العزت نے وحی بھیجی کہ اے آدم علیہ السلام! کیا میں نے خاص اپنے لئے تجھے نہیں بنایا؟ کیا اپنی مخلوق پر تجھے فضیلت نہیں دی۔ کیا تجھ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کروایا۔ کیا تو میری طرف سے مقام عزت اور منتہائے رحمت میں نہ تھا۔ کیا خصوصی طور پر تیری عزت افزائی نہیں کی؟ کیا تجھ پر اپنی محبت نہیں ڈالی؟ اور کیا تجھے اپنے ہاتھوں سے نہیں بنایا پھر تو نے میرے حکم کے خلاف کیوں کیا اور میرے حکم کو بھول گیا۔ تو نے کیونکر میری رحمت اور عزت کو فراموش کر دیا۔ اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر تیری طرح لوگوں سے زمین بھرپور ہو اور دن رات میری عبادت و تسبیح میں مشغول رہیں، لمحہ بھر عبادت میں سستی نہ کریں پھر میری نافرمانی کریں تو میں ان کو نافرمانوں کی جگہ اتار دوں گا۔

یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام کوہ ہند پر تین سو برس رہے۔ ان کے آنسو ندی نالوں میں بہتے تھے اور آنسوؤں کے پانی سے پاکیزہ درخت اگ آئے تھے۔ ان کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کعبہ کی طرف جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حال پر رحم فرمائے گا۔ وہاں آپ عشرۂ ذی الحجہ کا انتظار کریں۔ جب عشرہ ختم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم علیہ السلام! مجھے تمہاری کمزوری پر رحم آ گیا، میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا اور تمہاری توبہ کو قبول کیا۔

حج کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہم دربار نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے کہ ملک یمن سے ایک نومسلم جماعت آئی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، ہمیں حج کی خوبیوں سے مطلع فرمائیے۔ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو بھی عورت یا مرد حج یا عمرہ کرنے کی غرض سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو اس کا جو بھی قدم اٹھتا ہے اس کے گناہوں کی تلافی بنتا جاتا ہے ایسے جیسے درختوں سے پتے موسم خزاں میں جھڑتے ہیں۔

وہ جب ذوالحلیفہ میں پہنچتا ہے اور غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے، وہ جب نئے کپڑے تہبند اور چادر پہنتا ہے یعنی احرام باندھ لیتا ہے تو اللہ کریم اس کے لئے نیکیوں کو نیا کر دیتا ہے اور جب وہ کہتا ہے **لبیک اللھم لبیک** تو اللہ تبارک و تعالیٰ جواب میں کہتا ہے کہ اے میرے بندے میں تیرا کلام سن رہا ہوں، اور تجھے دیکھ رہا ہوں۔

وہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے اور طواف بیت اللہ شریف کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو نیکیوں کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ وہ جب عرفات میں قیام کرتا ہے اور اس کی دعا بلکہ آوازیں بلند ہوتی ہیں تو اللہ کریم غفور الرحیم ساتوں آسمانوں کے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اے میرے آسمانوں پر رہنے والو! کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرے بندے غبار آلودہ، پراگندہ مو، دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ انہوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے اور اپنے جسموں کو بھی تھکایا ہے۔ اپنی عزت و جلال و کرم کی قسم، میں ان کے نیکوں کی خاطر ان کے بروں کو بھی بخش دوں گا اور گناہوں سے اس طرح پاک کر دوں گا جیسے وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھے۔ جب لوگ کنکریاں پھینکتے، سر منڈواتے اور کعبہ شریف کی زیارت کرتے ہیں تو زیریں عرش سے ایک منادی پکارتا ہے کہ لوٹ جاؤ تمہاری مغفرت ہو چکی۔

ایک روایت ہے کہ ایک اعرابی، رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں حج کے ارادہ سے نکلا، مگر مجھے حج نہ مل سکا، میں ازار پہنے ہوں (یعنی احرام پہنے ہوں) مجھے کسی ایسے کام کا حکم عطا فرمائیے کہ جس کے ذریعہ سے میں حج کو یا حج کے ثواب کو حاصل کر سکوں۔

رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا رخ انور اس

اعرابی کی طرف کیا اور ارشاد فرمایا ''ابو قبیس (پہاڑ) کو تو ذرا دیکھو، اگر تم ابو قبیس کے برابر بھی زر سرخ (سونا) اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالو، تب بھی تم حاجیوں کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے۔ پھر ارشاد ہوا ''حاجی جب تیاری شروع کرتا ہے تو جو چیز بھی اٹھاتا یا رکھتا ہے، اللہ کریم ہر ایک کے عوض اس کی دس نیکیاں لکھتا اور دس گناہ مٹاتا اور دس درجات بلند کرتا ہے۔ جب اونٹ پر سوار ہوتا ہے تو اس کا اونٹ جو بھی پاؤں اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے، اللہ کریم اس کے بدلہ میں اتنا ہی ثواب لکھ دیتا ہے۔ پھر جب کعبہ شریف کا طواف کرتا ہے تو گناہوں سے نکل جاتا ہے۔

جب میدان عرفات میں قیام کرتا ہے تو گناہوں سے نکل جاتا ہے۔ مشعر حرام میں جب قیام کرتا ہے تو گناہوں سے نکل جاتا ہے، جب کنکریاں پھینکتا ہے تو گناہوں سے نکل جاتا ہے۔ یہ فرمانے کے بعد اس اعرابی سے ارشاد فرمایا کہ ''پھر کس طرح زیبا ہے کہ تم کو حاجی کا ثواب حاصل ہو جائے۔'' یعنی مذکورہ بالا امور سرانجام دیئے بغیر۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں طواف بیت اللہ شریف کر رہا تھا۔ میں نے دوران طواف رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ کیا گھر ہے؟ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد عالیشان فرمایا کہ اے علی (کرم اللہ وجہہ کریم)! (یہ ایسا گھر ہے کہ) اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے تاکہ میری امت کے گناہوں کا اتارا ہو جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ سنگ سیاہ کیسا ہے؟ ارشاد ہوا کہ ''یہ جنتی جوہر تھا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اتارا تو سورج کی کرنوں کی طرح چمکتا تھا۔ مشرکوں کے ہاتھ لگنے سے اس کی سیاہی گہری ہو گئی اور اس کا رنگ بگڑ گیا۔''

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس بیت الحرام پر ہر رات اور دن میں ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ساٹھ کعبہ شریف کا طواف کرنے والوں کے

لئے اور چالیس کعبہ شریف میں اعتکاف کرنے والوں کے لئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد عالیشان فرمایا کہ جس نے کعبہ کا حج کیا اور حج میں نہ کوئی گناہ کیا اور نہ کوئی نافرمانی کی اور نہ کوئی جہالت کی تو جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ جس طرح پیدائش کے دن تھا یعنی گناہوں سے پاک تھا۔

یوم ترویہ کی فضیلت

یوم ترویہ کی وجہ تسمیہ مختلف بزرگوں نے مختلف بیان فرمائی ہے۔ یوم ترویہ دراصل ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ کو کہا جاتا ہے۔ اس روز حجاج کرام مکہ مکرمہ سے نکل کر منیٰ کو جاتے ہیں اور وہاں آب زم زم خوب سیراب ہو کر پیتے ہیں۔ اسی لئے اس روز کو یوم ترویہ یعنی خوب سیراب ہونے کا دن کہا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس کا مطلب خوب غور وفکر کرنا ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھ تاریخ کی رات کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ صبح کو سوچ میں پڑ گئے اور غور کیا کہ کیا یہ خواب شیطانی ہے یا رحمانی۔

اسی طرح دن بھر سوچتے رہے۔ عرفہ کی تاریخ ہوئی تو غیب سے آواز آئی کہ جو کچھ تم سے کہا گیا ہے وہی کرو۔ اس وقت آپ علیہ السلام نے پہچان لیا کہ خواب درست اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی لئے نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے یعنی شناخت کا دن۔ یوم ترویہ کو روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

یوم عرفہ کی فضیلت

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم اسلام دینا (المائدہ)

"یعنی آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل یعنی مکمل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین منتخب کیا۔"

یہی وہ واحد آیہء مبارکہ ہے کہ جو میدان عرفات میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی۔ ویسے باقی سورۃ مائدہ تو مدنی ہے یعنی باقی آیات مدنی ہیں۔ اس آیہء مبارکہ میں جو دین کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد حرام و حلال کے متعلق قوانین اور نعمت سے مراد علاوہ دیگر نعمتوں کے یہ بھی شامل ہے کہ آئندہ عرفات کے میدان میں مسلمانوں کے ساتھ کفار اور مشرکین شامل نہیں ہوں گے۔

مگر یہ آیت شریف ایسی آیت شریف ہے کہ جس کے نزول کے بعد برگزیدہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ جان لیا کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اب اس دنیائے فانی میں بہت زیادہ جلوہ فرما نہیں رہیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ کہا گیا کہ دین مکمل ہوگیا تو یہ واضح ہوگیا کہ جس کام کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے وہ پورا ہوگیا۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد ہمارے آقا و مولیٰ، باعث وجہ وجود کائنات، افضل البشر، سید المرسلین یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صرف 81 ایام اس دنیا میں جلوہ فرما رہے۔ اس کے بعد آپ کو رب کریم علیم وخبیر نے اپنی لازوال رحمت میں سمیٹ لیا۔

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہودی نے کہا کہ "ایک آیت قرآن کی آپ لوگ اکثر پڑھا کرتے ہیں۔ اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی اور اس کا دور نزول کا بھی ہمیں علم ہوتا تو یقیناً ہم اس روز عید منایا کرتے۔" سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ "یہ تو بتلاؤ کہ وہ آیت ہے کون سی؟" اس یہودی نے الیوم اکملت لکم دینکم پڑھی۔

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا "ہمیں سب معلوم ہے کہ یہ کس روز اور کس مقام پر نازل ہوئی۔ سنو! یہ آیت مبارکہ عرفہ کے روز جمعۃ المبارک کے دن نازل ہوئی۔ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت میں میدان عرفات میں مقیم تھے۔ اللہ کریم غفور الرحیم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ دونوں ایام ہمارے لئے عید کے ہی ہیں (یعنی روز جمعۃ المبارک اور یوم حج) اور یاد رکھنا کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی مسلمان رہے گا یہ ایام اس کے لئے عید ہی کے رہیں گے۔

یوم عرفہ کے متعلق بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو ملک ہندوستان میں اور حضرت حوا علیہا السلام کو جدہ میں اتارا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام ایک دوسرے کو ڈھونڈتے رہے۔ آخر ایک عرصہ کے بعد یوم عرفہ ہی کے دن ان کی باہم ملاقات ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا ان کی ملاقات میدان عرفات میں ہوئی۔

ایک اور بھی روایت ہے کہ جب سیدہ ہاجرہ علیہا السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر چلی آئیں تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود نہ تھے۔ واپس آئے تو حضرت سارہ علیہا السلام نے بتلایا کہ دونوں نہ معلوم کہاں چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دونوں کی تلاش میں چل دیئے۔ ان دونوں سے آپ علیہ السلام کی ملاقات میدان عرفات میں ہی ہوئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے آپ کو حج کروایا، جب میدان عرفات میں پہنچے تو حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا اس کو تو آپ نے ضرور شناخت کر لیا ہوگا کیونکہ اس کو تو آپ پہلے دیکھ ہی چکے ہیں۔ یعنی حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ ملاقات کے وقت۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ ''روز عرفہ سے افضل کوئی دن نہیں۔ اس دن زمین والوں کے ذریعہ آسمان والوں پر اللہ تعالیٰ فخر کرتا ہے اور ان سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! ذرا میرے بندوں کو تو دیکھو کہ کیسے پراگندہ، غبار آلود بالوں کے ساتھ دور دراز راستوں سے آئے ہیں۔ یہ صرف میری رحمت کے ہی امیدوار ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ روز عرفہ سے زیادہ دوزخ سے رہائی کا دن کوئی دوسرا دکھائی نہیں دیتا۔''

حضرت نافع کی روایت کچھ یوں ہے کہ ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رحم وکرم کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جس شخص کے بھی دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوتا ہے اس کو بھی بخشے بغیر نہیں چھوڑتا۔ میں نے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ کیا سب لوگوں کو بخش دیتا ہے یا صرف عرفہ والوں کو۔ فرمایا نہیں بلکہ سب لوگوں کو جو ایمان والے ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''عرفہ کے دن سے زیادہ کسی بھی دن شیطان کو ذلیل وخوار، پسینے پسینے اور غضبناک نہیں دیکھا گیا، کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور بندوں کے گناہوں کی مغفرت اس کو صاف نظر آ رہی ہوتی ہے۔ ہاں یوم بدر اس سے مستثنیٰ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ! یوم بدر کو ابلیس نے کیا دیکھا تھا۔ ارشاد گرامی ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملائکہ کو بلاتے دیکھا تھا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن عموماً لوگوں کی وجہ سے فخر کرتا ہے اور خصوصاً عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب کی وجہ سے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا مجرم تو وہ ہے کہ جو میدان عرفات سے یہ سوچ کر جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت نہیں کی۔'' یعنی یہ احساس شدت سے حاجی کے دل ودماغ میں جاگزین ہونا چاہئے کہ اللہ کریم غفور الرحیم نے اس کو معاف فرما دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''روز عرفہ کی شام کو ہمارے ساتھ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ جب چلنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں کو خاموش کرایا جب تمام لوگ خاموش ہو گئے تو ارشاد فرمایا کہ ''اے لوگو! تمہارے رب نے اس دن تم پر بڑا کرم فرمایا کہ تمہارے نیکوں کے طفیل تمہارے بدوں کو بھی جو کچھ انہوں نے مانگا بخش دیا اور سوائے باہمی ایذا رسانیوں کے تمہارے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا۔ چلو اللہ کا نام لے کر چلو۔''

جب ہم مزدلفہ پہنچے تو لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرا دیا اور خاموش کرایا۔ جب لوگ خاموش ہو گئے تو ارشاد فرمایا کہ آج اس دن اللہ تعالیٰ نے تم پر بڑا احسان کیا کہ تمہارے بدکاروں کو نیکوں کی وجہ سے بخش دیا اور نیکوں نے جو کچھ مانگا عطا

فرما دیا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دیا اور تمہارے رنج دیئے ہوئے بھی معاف کر دیئے اور رنج دینے والوں کے ثواب کا بھی ذمہ دار ہو گیا۔ چلو اللہ کا نام لے کر۔"

ایک اعرابی نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کوئی عمل ایسا نہیں رہا کہ جو میں نے نہیں کیا اور میں جھوٹی قسم پر حلف کھاتا رہا ہوں۔ جن لوگوں کا آپ نے بیان فرمایا ہے کیا میں بھی ان میں شامل ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ اگر تو آئندہ از سر نو اچھے کام کرے گا تو گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے، مہار چھوڑ دے۔"

یوم عرفہ کے روزہ کی فضیلت

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اسلم فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی یوم عرفہ کو روزہ رکھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ حضرت ابوقتادہ کا بیان ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ یوم عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ۔

یوم عرفہ میں عبادات اور دعاؤں کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عرفہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان چار رکعتیں اس ترکیب سے پڑھتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 51 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو اس کے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کے ہر ہر لفظ کے عوض جنت میں اس کا درجہ اتنا اونچا کیا جاتا ہے کہ جس کی مسافت پانچ سو برس کے راستہ کے برابر ہو گی اور قرآن کریم کے ہر ہر حرف کے عوض اللہ تعالیٰ اس کو ستر حوریں عطا فرمائے گا۔

ہر حور کے ساتھ موتی اور یاقوت کے ہزار خوان ہوں گے۔ ہر خوان پر ہزار رنگ کے کھانے ہوں گے، یعنی سبز پرندوں کے گوشت کے پکوان ہوں گے۔ جو برف کی طرح ٹھنڈے، شہد کی طرح میٹھے اور مشک کی طرح خوشبودار ہوں گے نہ آگ نے

ان کو چھوا ہو گا نہ لوہے نے، آخری لقمہ میں بھی وہی ذائقہ محسوس ہو گا جو پہلے میں تھا۔ پھر ایک پرندہ آئے گا۔ جس کے بازو سرخ یاقوت کے ہوں گے اور چونچ سونے کی ہو گی۔ اس کے ستر ہزار پر ہوں گے۔ وہ ایسی مزیدار آواز سے پکارے گا جس کی مثل کسی نے بھی اس سے پہلے سنی نہ ہو گی اور کہے گا اے عرفہ والو! مرحبا۔ پھر وہ اس جنتی کے پیالہ میں گر پڑے گا اور اس کے ہر پر کے نیچے سے ستر قسم کے کھانے برآمد ہوں گے۔ جنتی اس کو کھائے گا پھر وہ پرندہ پر جھاڑ کر اڑ جائے گا۔

مذکورہ نماز پڑھنے والے کو جب قبر میں رکھا جائے گا تو قرآن کریم کے ہر حرف کی وجہ سے اس کی قبر جگمگا اٹھے گی۔ یہاں تک کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والوں کو دیکھ لے گا۔ اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا، اس دروازے سے چونکہ جنت کے اندر اپنے لئے ثواب اور عزت دکھائی دے گی اس لئے کہے گا اے پروردگار قیامت برپا کر دے۔ یعنی جلد از جلد مجھے جنت میں پہنچا دے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم اشارہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یوم عرفہ کو دو رکعتیں اس ترتیب سے پڑھے گا کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ تین مرتبہ مع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے تو اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے فرشتو! تم گواہ رہو کہ میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

مجرب دعائیں

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر لیثی کی ایک روایت بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پانچ دعائیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بطور ہدیہ بھیجیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان پانچ دعاؤں کی تلقین کی کہ اللہ کریم کو ایام عشرہ یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں کی عبادت سے زیادہ کسی اور دن کی عبادت محبوب نہیں۔

پہلی دعا یہ ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

دوسری دعا یہ ہے:

اَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَاحِدًا صَمَدًا الم يتخذ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا

تیسری دعا یہ ہے:

اَشْهَدُ اَنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِى وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

چوتھی دعا یہ ہے:

حَسْبِىَ اللّٰـهَ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهَ لِمَنْ دَعٰى لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى

پانچویں دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مَا تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰواتِىْ وَنسلِى وَمهيارى ومماتى وَلك يارَبِّ تراثى اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القبر ومن شتاتِ الامر اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَالُكَ من خير ما تجرى به الرّيح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ علیہ السلام سے ان دعاؤں کے فضائل اور ثواب دریافت کئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پہلی دعا سو مرتبہ پڑھے گا۔ اس کے عمل کے برابر روئے زمین پر کسی کا عمل نہ ہوگا اور بروز قیامت تمام عابدوں سے زیادہ اس کی نیکیاں ہوں گی۔

دوسری دعا کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوسری دعا کو سو مرتبہ پڑھے گا تو اللہ کریم غفور الرحیم اس کے لئے ہزار ہزار یعنی ایک لاکھ نیکیاں لکھ دے گا اور اتنے ہی گناہ مٹا دے گا اور جنت میں اس کے دس ہزار درجات بلند فرمائے گا۔

تیسری دعا کے بارے میں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تیسری دعا کو سو مرتبہ پڑھے گا تو ستر ہزار فرشتے دنیا والے آسمان سے اتر کر ہاتھ پھیلا کر اس کے

لئے دعائے رحمت کریں گے۔

چوتھی دعا کے بارے میں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی چوتھی دعا پڑھے گا تو ایک فرشتہ اس کی دعاؤں اور التجاؤں کو رب رحمٰن کی بارگاہ عالیہ میں لے جائے گا چنانچہ اللہ کریم علیم وخبیر اس کے حال پر نظر کرم فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے جس پر نظر فرمائی وہ کبھی بدنصیب نہیں ہوا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے پانچویں دعا کے بارے میں دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو میری مخصوص دعا ہے اور مجھے اس کی تشریح کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عرفہ کی شام کو اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَما تقول وخیرا مما تقول اللھم لک صلوتی و نسکی و محیای ومماتی ولک یارب تراثی اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر وفتنة الصدور وشتات الامر اللھم انی اسالک من خیر ماتجری به الریح.

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کا بیان عالیشان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوم عرفہ میں میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی زیادہ تر دعا یہ ہوتی ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللھم اشرح لی صدری ویسرلی امری اللھم انی اعوذبک من وساوس الصدور وفتنة القبر و شتات الامر اللھم انی اعوذبک من شرما یلج فی اللیل ومن شرما یلج فی النھار ومن شرما تھب به الریاح ومن شر بوائق الدھر.

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

یوم عرفہ کو جو بھی اپنے پروردگار سے مانگنے سے محروم رہا وہی محروم ہے درحقیقت تم تو ایسے سخی سے مانگتے ہو جو بخل سے کام نہیں لیتا اور ایسے بردبار سے مانگتے ہو جو تمہارے مانگنے کا غصہ نہیں کرتا اور ایسے عالم سے مانگتے ہو جو کبھی تمہاری التجاؤں کو فراموش نہیں کرتا جس نے اپنے گھر میں رہ کر عرفہ کے دن روزہ رکھا تو گویا اس نے ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے روزے رکھے۔

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کی ایک روایت فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یوم عرفہ میں کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ انور کر کے دعا کرنے والوں کی طرح دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر تین بار لبیک پڑھ کر سو بار پڑھتے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ
یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اس کے بعد سو بار پڑھتے:

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاِنَّ اللّٰهَ قَد احاطه بکل شی علما

پھر اس کے بعد شیطان مردود سے پناہ مانگتے اور تین مرتبہ پڑھتے:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

پھر تین مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھتے اور ہر مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرماتے اور آمین پر ختم کرتے۔ اس کے بعد سو بار سورۃ الاخلاص پڑھتے۔ اس کے بعد سو مرتبہ پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتِهٖ

پھر جو چاہتے دعا مانگتے۔

رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جو بھی اس طرح دعا کرتا ہے تو رب کریم اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو!

میرے بندے کو دیکھو کہ اس نے میرے گھر کی طرف رخ کیا اور میری بزرگی بیان کی، اس نے لبیک کہی اور میری تسبیح، توحید اور تہلیل کا اظہار کیا اور جو سورت مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی وہی پڑھی اور میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کا عمل قبول کرلیا، اس کے اجر کو واجب کر دیا، اس کے گناہوں کو بخش دیا اور جس چیز کے متعلق اس نے مجھ سے سوال کیا میں نے اس کی سفارش قبول کر لی۔

یوم عرفہ کی شام کو حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت خضر علیہم السلام کی دعائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بری و بحری یعنی حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں ہر سال مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہ دونوں باہم سر منڈواتے ہیں اور ایک دوسرے سے یوں کہتا ہے:

بسم اللہ ماشاء اللہ لایاتی بالخیر الا اللہ.

بسم اللہ ماشاء اللہ لایصرف السوء الا اللہ.

بسم اللہ ماشاء اللہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ.

بسم اللہ ماشاء اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ نے جو چاہا وہی ہوا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھلائی نہیں لاتا۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ نے جو چاہا وہی ہوا، برائی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دفع نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ نے جو چاہا وہی ہوا، تمہارے پاس جو نعمت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہی دی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ نے جو چاہا وہی ہوا، ہر طاقت و قوت اللہ ہی کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی اس دعا کو روزانہ پڑھے تو وہ ڈوبنے، جلنے، چوری اور اغوا اور ہر ناگوار چیز سے شام تک محفوظ و مامون رہے اور جو شام کو پڑھے تو وہ صبح تک اللہ کریم علیم وخبیر کی پناہ میں رہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ ہر یوم عرفہ کو میدان عرفات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام جمع ہوتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں:

ماشاء الله ولا حول ولا قوة الا بالله.

اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہی ہوا۔ طاقت وقوت اللہ کے بغیر نہیں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام اس کے بعد کہتے ہیں:

ماشاء الله كل نعمة من الله.

اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہی ہوا۔ ہر نعمت اللہ کی دی ہوئی ہے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں۔

ماشاء الله الخير كله بيد الله.

اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہی ہوا۔ ہر بھلائی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کہتے ہیں۔

ماشاء الله لايدفع السوء الا الله.

اللہ تعالیٰ نے جو چاہا وہی ہوا۔ برائی کو سوائے اللہ کے کوئی دفع نہیں کرتا۔

قربانی کے دن کی فضیلت

اللہ کریم علیم وخبیر نے ارشاد فرمایا:

انا اعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر ان شانئك هو الابتر.

ترجمہ: ہم نے ہی یقیناً آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ یقیناً تمہارا دشمن ہی بے نسل و نامراد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔ جس میں قرآن کریم بھی ہے، نبوت بھی ہے اور جنت والی وہ نہر بھی جو وسط جنت سے رواں ہے۔ جس کا اندرون کھوکھلے موتی کا ہے اور جس کے دونوں کناروں پر یاقوت سبز کے گنبد ہیں۔ جس کا پانی شہد سے میٹھا اور مکھن سے نرم ہے اور جس کا کیچڑ خالص مشک، مٹی سفید کافور اور کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں وہ تیر کی طرح ہمواری کے ساتھ رواں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ نہر اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔

حضرت مقاتل کا بیان ہے کہ کوثر وسط جنت میں ایک نہر ہے۔ چونکہ جنت کی تمام نہروں سے زیادہ خوبیاں اس میں ہیں اسی لئے اس کا نام کوثر ہے۔ وہ نہر جوش کے ساتھ تیر کی طرح رواں ہے۔ اس کی مٹی خالص مشک کی، کنکریاں یاقوت و زمرد اور موتی ہیں۔ وہ برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس کے دونوں کنارے کھوکھلے موتیوں کے گنبد ہیں۔ ہر گنبد ایک فرسنگ لمبا اور ایک فرسنگ چوڑا ہے۔ ہر گنبد کے چار ہزار سنہری کیواڑ ہیں اور اس کے اندر ایک حور ہے جس کے ستر خادم ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ گنبد کیسے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کے اندر آپ کی بیویوں کے گھر ہیں۔ کوثر سے چار نہریں بہشت والوں کے لئے نکلتی ہیں ان کا ذکر سورۃ محمد میں موجود ہے۔ ایک نہر پانی کی ایک دودھ کی، ایک شراب کی اور ایک نہر شہد کی ہے۔

فصل لربک وانحر کی تفسیر میں بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ پانچوں نمازوں کو وقت پر ادا کیا جائے اور قربانی کے دن جانور کی قربانی کی جائے۔ بعض بزرگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عید کے روز نماز پڑھنا اور منیٰ میں قربانی کرنا۔ بعض بزرگوں نے اس کی تشریح میں کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہنسلی کی ہڈی تک تکبیر کے لئے نماز میں ہاتھ اٹھانا۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد اپنے

سینہ کو قبلہ رخ کرنا ہے۔

ان شانئک ھو الابتر اس آیہء کریمہ میں ابتر سے مراد عاص بن وائل ہے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنی سہم کے دروازہ سے کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ اندر مشرکین قریش بیٹھے ہوئے تھے۔آپ کسی کے پاس بھی نہ ٹھہرے اور باب صفا سے باہر نکل گئے۔ لوگوں نے داخل ہوتے وقت تو آپ کو نہیں دیکھا تھا مگر باہر نکلتے ہوئے دیکھا ضرور مگر پہچان نہ پائے۔ عاص بن وائل بن ہشام بھی اسی وقت اندر داخل ہو رہا تھا جس وقت آپ باہر نکل رہے تھے وہ آپ کو پہچان گیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جن دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ عرب لوگ جس کا کوئی بیٹا نہ ہوتا اس کو ابتر کہا کرتے تھے۔ عاص بن وائل جب اندر داخل ہوا تو لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ کون تھا۔ اس نے بولا ابتر تھا۔ اسی ناگوار بات پر اللہ رب العزت نے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمائی کہ اے حبیب آپ کا دشمن ہی ابتر ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام تو قیامت تک دنیا میں گونجتا رہے گا جبکہ عاص بن وائل بے نام ونشان ہی اس دنیا سے رخصت ہوا۔ ہاں اس کا نام لیا تو جاتا ہے مگر بطور اظہار نفرت وتحقیر۔

حضرت عبداللہ بن قرط کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا دن سب دنوں سے زیادہ عظمت والا ہے۔

مروی ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانور کے پاس اٹھ کر جاؤ اور اس کے پاس حاضر رہو۔ کیونکہ تمہاری کی ہوئی ہر غلطی قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ٹپکنے سے ہی معاف کر دی جائے گی اور یہ پڑھو:

ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین.

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد عالیشان کچھ یوں مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الٰہی! امت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں قربانی کرنے والے کا کیا ثواب ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ اس کا ثواب یہ ہے کہ قربانی کے ہر بال کے عوض قربانی کرنے والے کو دس نیکیاں دی

جائیں گی اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور دس درجات بلند کیئے جائیں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر وہ قربانی کے جانور کے پیٹ کو پھاڑے گا تو اس کا کیا ثواب ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ جب اس کی قبر پھٹے گی تو بھوک پیاس اور ہول قیامت سے مامون کر کے اللہ تعالیٰ اس کو قبر سے نکالے گا۔ اے داؤد (علیہ السلام)! قربانی کے جانور کے گوشت کے ہر ٹکڑے کے عوض جنت کے اندر اس کے لئے جنتی اونٹ کے برابر ایک پرندہ ہوگا اور ہر پائے کے عوض ایک جنتی گھوڑا ہو گا اور قربانی کے جانور کے بدن کے ہر بال کے عوض جنت میں ایک محل تیار ہو گا اور قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک حور ہو گی۔

اے داؤد (علیہ السلام)! کیا تجھے نہیں معلوم کہ قربانیاں ہی بروز قیامت پل صراط سے گزرنے کی سواریاں ہوں گی، قربانیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، بلاؤں کو دفع کرتی ہیں، قربانیوں کا حکم دو کیونکہ یہ تو مومن کا فدیہ ہیں جیسے اسحاق (علیہ السلام) کا فدیہ تھا۔

رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ قربانی کے جانور اچھے منتخب کرو کیونکہ قیامت کے دن یہی تمہاری سواریاں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم نے آیت مبارکہ **یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا** تلاوت فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ وفد اعلیٰ اونٹیوں پر سوار ہو کر ہی آتا ہے یعنی کوئی وفد جو کسی جماعت یا حکومت کی طرف سے آتا ہے اور پل صراط سے گزرنے کے لئے ان کی سواریاں یعنی قربانی کے جانور ہی ہوں گے۔ اس کے بعد ان کو ایسی اونٹنیاں دی جائیں گی کہ ویسی کسی مخلوق نے نہ دیکھی ہوں گی۔ ان کے سونے کے کجاوے اور زمرد کی نکیلیں ہوں گی۔ یہ اونٹنیاں ان کو جنت تک لے جائیں گی اتنی قریب کہ جا کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ خوشی خوشی قربانی کیا کرو کیونکہ قربانی کے جانور کو جو شخص پکڑ کر اس کا رخ قبلہ کی طرف کرتا ہے تو قربانی کا خون اور بال قیامت تک اس کے لئے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جو خون مٹی پر گرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نگہداشت میں رہتا ہے۔ تھوڑا خرچ کرو گے تب بھی اجر بہت زیادہ ملے گا۔

روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو سیاہی مائل بڑے بڑے سینگوں والے مینڈھے قربانی کے لئے منگوائے پھر ایک کو لٹا کر ذبح کرتے وقت فرمایا۔ بسم اللہ واللہ اکبر۔ الٰہی یہ محمد اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے گھر والوں کی طرف سے ہے اور دوسرے کو ذبح کرتے وقت فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر۔ الٰہی یہ محمد اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی امت کی طرف سے ہے۔

دنیا و آخرت کی بھلائی کی نماز

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب اضحیٰ میں دو رکعت نماز یوں ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی اور پندرہ مرتبہ استغفار پڑھیں اس کے بعد اللہ رب العزت کے حضور خشوع وخضوع کے ساتھ دین و دنیا کی بھلائی کے لئے دعا کریں۔ یہ فقیر عرض کرتا ہے کہ اس ترکیب سے نماز کسی خاص مقصد کی خاطر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ ان شاء اللہ ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔

عید کی فضیلت

عید کی نماز کوئی بھی ہو خواہ عید الفطر کی ہو یا عید الاضحیٰ کی، مستحب یہ ہے کہ جس راستہ سے نماز ادا کرنے کے لئے جائے تو واپس دوسرے راستہ سے آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عید کے دن نماز کی ادائیگی کے لئے ایک راستہ سے گئے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لائے۔

اس کی وجہ مختلف بزرگوں نے مختلف بیان فرمائی ہے۔ بعض بزرگوں کا ارشاد یہ ہے کہ اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقصد ذیشان یہ تھا کہ مسلمانوں کے اجتماع عظیم کی وجہ سے مشرکوں کو اپنے تحفظ کی فکر دامن گیر ہو جائے جبکہ بعض کا خیال یہ ہے کہ اس سے مقصود صرف واپسی کا راستہ مختصر کرنا تھا، گویا نیکیوں کی کثرت کے حصول کے لئے جانے کا راستہ طویل اختیار فرمایا اور واپس چھوٹے راستہ سے

ہوئے۔

بعض بزرگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ ایک راستہ سے جب گئے تو کسی قبیلہ کی طرف سے ہو کر گئے اور جب واپس آئے تو دوسرے قبیلہ کی طرف سے ہو کر آئے تا کہ تمام قبائل کی عزت یکساں ہو جائے۔ ویسے بھی آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت باعث رحمت وسعادت ہے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے کہ:

وما ارسلنک الا رحمة للعالمین.

بعض بزرگوں کا یہ بیان ہے کہ انبیاء کرام کے قدموں کے نیچے آنے کی وجہ سے وہ زمین خود پر فخر کرتی ہے۔ اسی وجہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ چاہا ہو گا کہ اس طرح دونوں راستوں میں برابری ہو جائے تا کہ کوئی خطہء زمین یا قبیلہ والا فخر نہ کرے اور کوئی خطہء زمین یا قبیلہ والا تحقیر نہ محسوس کرے۔

بعض بزرگ یہ بھی کہتے ہیں کہ عید کو جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک راستہ سے گئے تو اس سے مقصود غالباً یہ ہو گا کہ اگر اسی راستہ سے واپس آ جاتے تو لوگوں پر بطور سنت یہ چیز یا امر واجب ہو جاتا اور یوں لوگوں کو آنے والے وقتوں میں واپسی دشوار ہو جاتی۔

اس قول کی افادیت ہمارے زمانہ میں بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ جس قسم کی مصروفیت فی زمانہ چل رہی ہے اس میں ایک گلی میں رہنے والے دوسری گلی میں رہنے والوں سے کبھی کبھار ہی ملتے جلتے ہیں۔ مگر جب ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا سنت ٹھہرا تو کم از کم سال میں دو مرتبہ تو آپس میں ملاقات ہو ہی جاتی ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد سے آگاہی بھی ہو جاتی ہے۔ یقیناً نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر ادا میں ہر ہر سنت میں ہزاروں سال بعد کے مسلمانوں کے لئے بھی اسی قدر فوائد موجود ہیں جس قدر آپ کے اپنے زمانہ میں تھے۔

قربانی کی فضیلت

قربانی کی رسم یوں تو ہزاروں سال پہلے سے چل رہی تھی مگر امت مسلمہ کے لئے رب کریم علیم وخبیر نے حد درجہ شفقت فرماتے ہوئے جانوروں کی قربانی کو فرض قرار دیا۔

پہلے وقتوں میں بعض قبائل انسانی قربانی کو بھی روا رکھتے تھے۔ دین اسلام میں جانوروں کی قربانی واجب اور سنت ہے۔ یہ ہر اس انسان پر واجب ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالیشان ہے کہ جب عشرۂ ذی الحجہ آ جائے تو تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور کھال کو نہ چھوئے۔ یعنی نہ بال کٹوائے اور نہ پچھنے لگوائے اور نہ ہی فصد کھلوائے وغیرہ۔ یہ تو حدیث مبارکہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں مگر آج کل ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے یعنی شیو کرواتے ہیں وہ لوگ بھی عید کے دن تک شیو نہیں کرواتے اور اس کو سنت سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ بات اگر سنت کی ہو گی تو سنت تو یہ ہے کہ داڑھی کو بڑھایا جائے یہ نہیں کہ داڑھی کو کٹوایا جائے یعنی شیو ہی کروا دی جائے۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جانوروں میں افضل قربانی اونٹ کی پھر گائے اور پھر بکری کی ہے۔ اس سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ بکرے کی عمر ایک سال، گائے کی عمر دو سال اور اونٹ کی عمر پانچ سال ہونا چاہئے جبکہ ایک بکرا ایک انسان کے لئے اور اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات سات آدمی حصہ ڈال سکتے ہیں۔

قربانی کے جانور کے سلسلہ میں سفید جانور کو افضل مانا جاتا ہے پھر زرد اور پھر سیاہ ہوتا ہے۔ قربانی کرنے میں فضیلت تو یہی ہے کہ قربانی کے جانور کو خود ہی ذبح کرے لیکن اگر خود اچھی طرح ذبح نہ کر سکتا ہو تو ذبح کرواتے وقت اسی جگہ موجود رہے اور تکبیر بلند بھی پڑھے۔

قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا چاہئیں جن میں ایک حصہ اپنے لئے رکھ لے دوسرا حصہ عزیز رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ عام مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہئے۔

قربانی کے جانور کو بے عیب ہونا چاہئے یعنی اس میں کوئی جسمانی نقص وغیرہ نہ ہو۔ جانوروں کے نقص یہ بتلائے جاتے ہیں کہ سینگ یا کان کٹا۔ یعنی جس جانور کا سینگ یا کان کٹا ہوا ہو اور اس کا بیشتر حصہ غائب ہو۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا ایک تہائی کان یا سینگ غاب ہو۔ ایسے جانور کی قربانی کو درست تسلیم نہیں کیا جاتا۔

بغیر سینگ والا۔ یہ بھی درست ترین قول ہے۔ کانا۔ یعنی ایسا جانور جس کی آنکھ پھوٹ گئی ہو یا یہ کہ اس کی آنکھ اندر کی طرف دھنس گئی ہو۔ زیادہ عمر کا یعنی ایسا جانور جو کہ

زائد العمر ہو گیا ہو اور اس کی ہڈیوں میں مینگ بھی نہ رہی ہو۔ لنگڑا ہونا۔ یعنی جس کی کوئی سی بھی ٹانگ خراب ہو یا ٹوٹ چکی ہو۔ بیمار یا خارشی۔ کسی بھی بیمار یا خارشی جانور کی قربانی منع ہے کیونکہ ایسے جانور کا گوشت کھانے سے بیماری پھیلنے کا شدید خطرہ موجود ہوتا ہے۔

بزرگوں کا ارشاد یہ ہے کہ قربانی کے لئے جانور اچھا منتخب کرنا چاہئے اور بہتر تو یہی ہے کہ جانور کو خود ہی پالا جائے۔ خود پالنے سے یہ ہوتا ہے کہ جانور کے ساتھ بندے کو اور گھر والوں کو بہت نسبت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جانور بھی گھر والوں کے ساتھ مانوس ہو جاتا ہے۔ پھر جب قربانی کی جاتی ہے تو پورے گھر والوں کو اس جانور کے بچھڑنے کا دکھ ہوتا ہے اور یہی افضل چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس جانور کو قربان کیا جائے جو کہ بہت محبوب اور مانوس ہو۔

قربانی کرنے کے لئے تین دن مقرر بتلائے جاتے ہیں۔ یعنی عید کا پہلا دن اور بعد کے دو دن جبکہ عید کی نماز پڑھ کر قربانی شروع کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کی روایات سے تین دن کی قربانی کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطاب فرمایا اور عید کے دن نماز عید کے بعد فرمایا کہ جس نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی (یعنی عید کی نماز) اور ہمارے ساتھ قربانی کی۔ اس نے صحیح کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ محض گوشت ہی ہے قربانی نہیں۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! نماز کی ادائیگی کے لئے آنے سے پہلے میں قربانی کر چکا تھا اور میں نے یہ خیال کیا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے۔ اس لئے قربانی جلد کر لی خود بھی کھایا اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ ارشاد ہوا کہ وہ تو محض گوشت کی بکری ہی ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قربانی دوبارہ کی۔

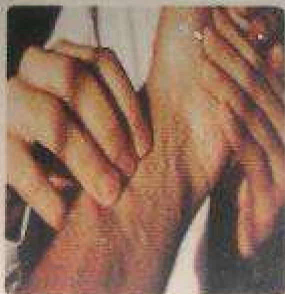
قربانی کے باقی دو ایام میں بھی یہ ضرور کرنا چاہئے کہ نماز فجر کے بعد قربانی کرے اور مغرب تک کرے یعنی مغرب کے بعد قربانی نہ کرنا بہتر ہے۔

ایک بات ذہن میں رکھنے کے قابل ہے کہ عیدین کی نماز فرض کفایہ ہے۔ کسی

بھی بستی میں اگر کچھ لوگوں نے نماز عید پڑھ لی تو باقی لوگوں پر ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر سب لوگ ہی نہ پڑھنے پر اتفاق کرلیں تو امام وقت پر لازم ہے کہ ان سے جنگ کرے اور ان کو توبہ پر آمادہ کرے۔

عیدین کی نماز کا اول وقت وہ ہے جب سورج قدرے اونچا ہو جائے۔ قربانی کی وجہ سے عیدالاضحیٰ کی نماز میں عجلت کرنا بہتر ہے جبکہ عیدالفطر میں تاخیر بھی کی جاسکتی ہے۔





حکیم حاجی علی ضیاء صابری

- فاضل طب والجراحت
- رجسٹرڈ نیشنل کونسل فار طب حکومت پاکستان
- فاضل قانون نظریہ مفرد اعضاء
- سابقہ فزیشن ترقی ہیلتھ سروس لاہور

0301-6914588

الحمد دواخانہ

386۔ فاطمہ جناح روڈ تلیانوالہ محلہ ساہیوال

